



صفر المظفر 1432ھ بمطابق جنوری 2011ء



دار الافتاء

درہ قرآن

مسافر کا پکار فرض کی بجائے دو فرض پڑھنا لازم ہیں؟

دورانِ سفر سنتوں اور نوافل کا حکم کیا ہے؟

اذانِ صبح میں پڑھنا کیسا ہے؟

نمازِ جمعہ کی دوسری اذان کہاں پڑھی جائے؟

(شرف الدین ابوالمشاغخ خواجہ پیغمبری محمد شرف قادری)

امام احمد رضا  
رحمۃ اللہ علیہ

حکیم سید امین الدین

ایمان باللہ

مولانا فضل غنی قادری

سأله نواورهم

الرحیب

غیر اللہ سے امداد کا بیان

حضرت علامہ محمد عبدالرشید قادری

درست

ان سے بھرتے جہاں پھرا

مولانا خالد محمود قادری

قلم احمد رضا خاں بدایونی

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحمید شرف قادری

حضورِ امان گنج بخش بھویری

ڈاکٹر عبدالنجم عترتی بریلوی شریعت

شانِ مصطفیٰ ﷺ

محمد ایوب رضوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِكَ وَأُمَّكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

گجرات  
پاکستان

ماہنامہ  
اجلاسِ سنت

INTERNATIONAL

صفر المظفر 1432ھ بمطابق جنوری 2011ء

تحفہ مقامِ مصطفیٰ کا نقیب  
نفاذِ نظامِ مصطفیٰ  
اور  
اصولِ علیہ السلام کا علمبردار

بفیضانِ نظر شیخ اشباح حضورِ انور محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادی عظیم  
سرپرست اعلیٰ شیخ اللہیوت کولہ قادی  
مفتی محار شرف القادی محدث بی کلابی

مشاورت

مفتی محمد معروف سبحانی  
صاحبزادہ محمد عبداللہ رحمانی  
علامہ محمد عبدالرحمن قادی  
مفتی محمد عبدالرحمن قادی

معاونین

علامہ محمد فضل عینی قادی  
علامہ خالد محمود قادی  
علامہ اصغر علی قادی

قادی عظیم

چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ

حسن ترتیب

2	حمد و نعت
3	اداریہ
6	درس قرآن
12	درس حدیث
15	دارالافتاء
19	ترجمان قرآن
24	داتا گنج بخش
27	امام احمد رضا
35	ایمان باللہ
38	شانِ مصطفیٰ
40	منقبت

چیف ایڈیٹر

محمد مسعود قادی

ایڈیٹر

محمد حبیب اللہ عظمیٰ  
0333-8403147  
0313.9292373

معاونین

پروفیسر محمد منیر الحق کتعی

کیا لکھائی

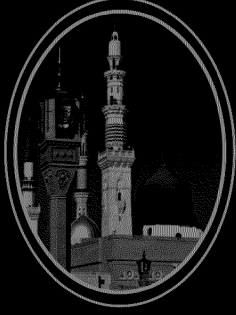
محمد خالد قادی اشرفی

قیمت فی شمارہ 20 روپے	U.K 20 پائونڈ سالانہ	قیمت فی شمارہ 240 روپے
40 ڈالرز سالانہ	U.S.A 40 ڈالرز سالانہ	زیر سالانہ

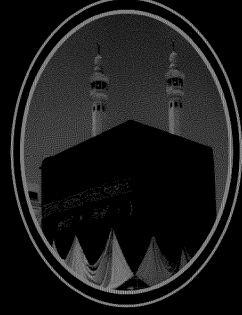
پبلشر محمد مسعود قادی (پرنٹرز) سیماں تیمو (مقلم لطافت) الجامعہ الاشرفیہ عالمی مسجد کربلا گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر مافتنہ ”اجلاسِ سنت“ الجامعہ الاشرفیہ عالمی مسجد کربلا گجرات

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔



# حمد و نعت



ذکر خدا سے ہے سر شاری	اے کاش! ہو حضور کا دربار سامنے
دم دم کیف و سرور ہے طاری	یوں کر سکوں میں درد کا اظہار سامنے
حمد کے موتی میں نے ڈھونڈے	جلوہ نما تو آج بھی ہوتے ہیں وہ مگر
کی ہے قلم نے شکرِ کاری	آئے تو کوئی طالب دیدار سامنے
واحد رحیم ہے قادرِ مطلق	کیسے بھٹک سکے گا کوئی سیدھی راہ سے
رہ کریم وہ خالق وباری	ہے جب رسول پاک کا کردار سامنے
شاہ و گدا، درویش تو گھر	اللہ بخش دے گا خطائیں بھی بے شمار
سب پہ کرم کی بارش جاری	عصیاں کا پہلے کیجئے اقرار سامنے
اک اک سانس ہے اس کی امانت	باغِ ارم کی آرزو دل میں نہیں میرے
عالم خواب ہو یا بیداری	طیبہ کے اب ہیں کوچہ و بازار سامنے
اس کی حفیظؔ ثنا میں لکھوں	رہ کریم سے یہ دُعا ہے حفیظؔ کی
کب ہے ہمت کب ہے یاری	وقتِ نزع ہوں احمدِ مختار سامنے

محرفیظ نقشبندی مجیدی

جنوری 2011ء

2

ماہنامہ اہل سنت گجرات

# سَالِے نوا اور هَم

وہ افراد اور اقوام ہی کامیابی اور کامرانی سے ہم کنار ہوا کرتی ہیں جو خود احتسابی کے عمل سے گزرتی رہتی ہیں۔ وہ شب و روز اپنے افکار و اعمال میں اجتہاد و احتساب کو روا رکھتی ہیں۔ سوچ کا دریا منجمد ہو جائے تو ارتقا و عروج کا کارواں اس برف زار پر سُن ہو کر رہ جائے۔ کمال و ترقی کا انحصار تازہ افکار اور پے بہ پے عمل و حرکت کے شمول پر ہے۔ لیکن ایسی فکر اور سوچ جو منطق کی پیچیدگیوں سے ماورا ہو۔ وہ سوچ جو اس خالق فکر و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی ہو۔ جو فکر اس صراطِ مستقیم سے ادھر ادھر ہو جاتی ہے وہ راہِ گم کردہ ہے اور اس پر راستہ طے کرنے والا کبھی بھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ پاتا اور قرآن کریم کے الفاظ میں جسے فَوْزِ عظیم قرار دیا گیا ہے، اس سے محروم رہتا ہے۔

ہمیشہ کی طرح سالِ ہجری کا آغاز ہوتا ہے تو ہر طرف سے غم داندہ اور یاس و حسرت کی فضا افقِ عالم پر چھا جاتی ہے۔ ایک خاص نقطہ نگاہ کا بڑے زور اور شدت سے پرچار ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ شہدائے کرب و بلا کے لئے ایسی مجالس کا انعقاد ہر کوچہ و بازار میں ہونے لگتا ہے جس کو خود اہل بیت اور وارثانِ شہدائے کرب و بلا سے گمان بھی ممکن نہیں تھا..... اہلبیت اور ائمہ اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب سے شاید کوئی بد نصیب فرد ہی منکر ہو ان کے ذکر اور ان کے وسیلہ و واسطہ کے بغیر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک رسائی یقیناً محال ہے لیکن ہر امر اور واقعہ اپنی اجملہ کیفیات و خصوصیات کے ساتھ بھی حدود و قیود رکھتا ہے۔ ایک مخصوص دور تک اور کئی دنوں تک صبح و شام ایک ہی فکری جمود میں رہنا بھی افراد اور اقوام کو اپنے مقاصد سے غافل اور ست کر دیتا ہے..... یہی وجہ ہے کہ ہم کردار کے بجائے زبان اور الفاظ پر زیادہ زور دیتے ہیں..... روتے ہیں رلاتے ہیں اور سال بھر کے لئے خموش ہو جاتے ہیں۔

ایک دور تھا کہ یکم محرم الحرام کو سالِ نو کی ابتداء کے دن تعطیل ہوا کرتی تھی اور اس روز علم ہوتا کہ آج ملتِ اسلامیہ کے عظیم الشان خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یومِ وصال ہے اس روز اخبارات کے بھرپور ایڈیشن اشاعت پذیر ہوتے اور عوام کو اس قدر علم تو ہو جاتا کہ اس عالی جاہ خلیفہ کی خدمات کیا ہیں جس کی بدولت نظامِ اسلام کو مکمل نفاذ کا ظہور ملا۔ وہ سلسلہ تعطیل بعض سربراہانِ مملکت کے فکری رویوں کے سبب ختم ہوا تو اب لوگوں کو وہ روشن خیال خلیفہ کے بارے میں معلومات بھی کم ہونے لگیں..... ویسے بھی جو حکمران آتا ہے وہ خود کو بڑا ہیرو ثابت کرنے کیلئے اور اس کے پیروکار بھی..... اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بڑا منتظم اور مدبر بتانے لگتے ہیں..... اور..... بعض لوگ تو بالکل ہی حدیں پار کر جاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیات پر ہی نگاہ ڈالیں تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ کتنی عظیم شخصیت تھے..... العسکری کہتے ہیں کہ:

۱: سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین کہا گیا۔

۲: آپ ہی نے سب سے پہلے تاریخِ ہجری کی داغ بیل ڈالی۔



- ۳: آپ ہی نے سب سے پہلے بیت المال بنایا۔
- ۴: آپ ہی نے سب سے پہلے نماز تراویح کا اجرا باجماعت کیا۔
- ۵: آپ ہی نے سب سے پہلے جھوپڑ بنادی۔
- ۶: آپ ہی نے سب سے پہلے نماز جنازہ میں لوگوں کو چار تکبیروں پر جمع کیا۔
- ۷: آپ ہی نے سب سے پہلے دیوان بنایا۔
- ۸: آپ ہی نے سب سے پہلے بے شمار فتوحات کیں اور جنگلات کی پیمائش کی۔
- ۹: سب سے پہلے شہروں میں قاضی مقرر کئے۔
- ۱۰: سب سے پہلے شہر بسائے مثلاً کوفہ، بصرہ، جزیرہ، شام، موصل وغیرہ وغیرہ۔

ان کے علاوہ بے حد بے شمار اصلاحات انتظامی سیاسی دینی و مذہبی اخلاقی اور فقہی اعتبار سے کیں جن کے باعث ان کا عہد مبارک پرسکون اور امن و امان کا گوارہ بنا رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کیساتھ ہی ملت اسلامیہ کے اٹھکال کا دور شروع ہو گیا۔ ان کی سختی نرمی میں بدل گئی اور اس پر آشوب زمانہ کا آغاز ہوا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شہدائے کرب و بلا کا سانحہ وحادثہ فاجعہ یہ تمام واقعات زوال مملکت اسلامیہ کا باعث ہوئے، اور ان لوگوں کے ہاتھوں میں زمام اقتدار آگئی جو ہر لحاظ سے اخلاقی مذہبی اور فکری طور پر دیوالیہ تھے جن کے ظلم و ستم یہاں تک بڑھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریفہ کو بھی نہ بخشا گیا اور اسکی اہانت کے مرتکب ہوئے..... اور بالآخر عذاب الہی نے انہیں اپنی گرفت میں آلیا اور انہیں جہنم رسید کر دیا۔

وہ دور اور آج کا عہد مرکز انوار الہیہ صاحب روضہ مطہرہ علیہ النجۃ والقاء سے دوری ہی دوری ہوتی جا رہی ہے۔ اور جو بھی حکمران آتا ہے وہ اپنے عہد حکومت کو طول دینے کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے محبت و عقیدت کو امت مسلمہ کے دلوں سے مٹانے کے درپے ہوتا ہے۔ ایک فکر کو دوسری فکر سے متصادم رکھ کے اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے مذموم کی کوشش کرتا ہے۔ پہلے سفید فام اقوام مغرب سے اٹھ کر ہند پر غالب آئیں اور انہوں نے انہی خانوادوں کو استعمال کیا جو بذات خود قال اللہ و قال الرسول کے داعی تھے۔

انقلاب آئے عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی مخصوص مجذوبیت میں محدود ہو گئے اور وہ لوگ آگے نکل گئے جو ہوشیار اور چالاک تھے۔ پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ اہل سنت و جماعت جن کے دل خدا و رسول و اصحاب رسول اور اہل بیت رسول کی محبت سے سرشار تھے اور جن کی قربانیوں سے اس مملکت خدا داد کا قیام ممکن ہوا تھا۔ سیاسی لحاظ سے پس پشت ڈال دیئے گئے۔ وہ دینی جماعتیں جو پاکستان کی تخلیق کے خلاف تھیں وہ آہستہ آہستہ زور آور ہوتی گئیں اور آج کل کا منظر نامہ یہ ہے کہ ہر شعبہ حیات میں وہ اقتدار میں شریک ہیں۔ اگر بھولے سے اہل سنت کا کوئی وزیر یا تدبیر یہ مقام حاصل بھی کر لے تو یا تو وہ اعلان کر دیتا ہے کہ اس کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں سب کو برابر سمجھتا ہے یا اپنی تاجر بہ کاری سے مات بھی کھا جاتا اور رسوائی بھی پاتا ہے..... حال ہی کا واقعہ جوان دنوں میڈیا میں زور و شور سے زیر بحث رہا..... حامد سعید کاظمی کا..... اندرونی طور پر تو خدا ہی بہتر جانتا ہے..... لیکن بعض ٹی وی چینل نے بھی انہیں ذلیل کرنے میں کسر اٹھا نہیں رکھی۔ وہ سوائی جسے بڑا امانت دار تصور کیا جاتا ہے..... جاوید چوہدری کے پروگرام میں جب کیپٹن صفدر نے اس کی دیانت و امانت کے پول کھولنے شروع کئے تو پروگرام چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا..... اسی طرح اس کی دوسری جماعت کے اراکین کے بارے میں بھی آئے روز سوالات اٹھائے جا رہے ہیں یہاں تو دیگر مذہبی

جماعتیں بھی کسی غیر کے امدادی عطیات پر شیرینی ہوئی ہیں۔ اور ملک میں جو فضا، خوف و ہراس کے بنی ہے، اس میں وہ برابر کی شریک ہیں۔ ایک اور پروگرام کے مطابق بے شمار مذہبی کتب کا معاملہ درپیش تھا اور وہ اس قسم کی کتابیں تھیں جس نوعیت کی ابن عبدالوہاب کی کتاب التوحید نے گل کھلائے تھے اگر وہ بھی در آتیں تو جو فساد وزارت مذہبی امور کی وساطت سے برپا ہوئے ان کا تدارک بھی نہ ہو سکتا.....

آج کے حالات میں ذرائع ابلاغ اور نشریاتی آلات پر جو کچھ رات گئے تک معلومات کا ایک سیلاب اور طوفان موجزن ہوتا ہے۔ وہ بھی مثبت کم اور منفی زیادہ ہے..... وہ مسائل بھی سرعام اور علی رؤس الاشهاد ٹاک شوز میں ڈسکس کئے جاتے ہیں جو صرف اور صرف مخصوص اور محدود پروگرام ہونے چاہئیں اور جس کے لئے اینکر پرسن کا محض معلومات فراہم کرنا ہی مقصد نہ ہو۔

آج کل جو اینکر پرسن T.V پر بیٹھے اپنی تند و تلخ گفتار اور ایسے لب و لہجے میں جب منہ سے جھاگ چھوٹ رہا ہوتا ہے اور پھر ایسے مسائل پر بات کر رہے ہوتے ہیں جو نہایت لطیف، پاکیزگی، اور اعلیٰ اتفاق کا تقاضا کرتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اس مسئلہ کا حل اور ابلاغ ممکن ہو ایک نئے فساد دہنی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ تو ہین رسالت کا ہی موضوع لے لیں..... اوّل تو یہ موضوع نہایت باریک بینی کا متقاضی تھا اور اس موضوع پر جس انداز میں ان اینکر حضرات نے خیال آرائی فرمائی وہ شریعت کے تمام حدود سے گزر گئے اور بیچ بیچ میں یہ فرما دینا کہ ہم تو ہین رسالت کا تصور نہیں کرتے۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ یہ ملک مسلمانوں کا ہے..... اور پھر قرآن و سنت کے قوانین کو انسانی قوانین قرار دے کر انہیں رد کرتے جانا اور عشاق رسول کو لٹاؤنے کی کوشش بھی کرنا۔ یہ دو ہر معیار ہر جگہ آپ کو نظر آئے گا..... اور..... پھر..... کچھ انیکرز ایسے بھی ہیں کہ جو مہمان ہوتا ہے اس کی بات سننے کے بجائے اپنی ہی سناتے اور دباتے جاتے ہیں..... خود زیادہ بولتے ہیں اور مہمان اگر ذرا زیادہ مسکین ہو تو اس کی باری ہی نہیں آتی..... ان انیکرز کا وہ طیرہ ہے کہ خود کو مہمان پر حاوی رکھا جائے حالانکہ اصولی طور پر انیکر کا کام سوال اور محض رابطہ ہے۔ یہ مخصوص انیکرز ہیں جو خود کو ماڈریٹ، ترقی پسند، اور لبرل کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

آج کا عہد جہاں ذرائع ابلاغ دیگر حضرات کا محاسبہ کرنے میں لگے ہیں انہیں اپنی اداؤں پر بھی غور کرنا چاہئے..... اسی طرح صاحبان اقتدار..... دوسروں پر ٹیکس عائد کرنے میں بڑے دلیر ہیں مگر یہ غریب اور اس قدر محتاج و مسکین ہیں کہ ان پر ایک روپیہ ٹیکس واجب نہیں..... اور نہ کسی نے ادا کیا۔ مذہبی جماعتوں میں خاص اہل سنت و جماعت..... اب تو اہل سنت و جماعت لکھتے ہوئے یقین نہیں رہتا کہ یہ کون ہیں..... بہر حال وہ صحیح اور سچے اہل سنت و جماعت جو اس سے پیشتر..... سنی کہلاتے تھے۔ آج کے تازہ اور نوستی نہیں..... انہیں اپنی تنظیمی اور اشاعتی اداروں پر غور و خوض کرنا اور اپنا احتساب بھی کرنا چاہئے کہ کیوں روز بروز وہ قلیل التعداد نظر آنے لگے ہیں۔ اور کیوں وہ باہم متفرق و منتشر ہوتے جا رہے ہیں..... انہیں کب یہ اتفاق و اتحاد و یگانگت نصیب ہوگی..... اگر وہ سبھی محبت رسول میں جذب ہیں خود کو عاشقانِ مصطفیٰ گردان رہے ہیں تو یہ اتنی تفریق اور فکری بے ترتیبی کیوں ہے..... حکمران طبقہ تو ہمیشہ اس عذر پر تلا ہوتا ہے کہ قوموں کی زندگی میں ساٹھ باسٹھ سال کا عرصہ نہایت مختصر ہوتا ہے۔ لیکن ہر پچیس سال بعد ایک قرن تبدیل ہو جاتا ہے۔ پہلے ہی ایک حصہ گنوا بیٹھے ہیں تو میں دو ڈھائی برس میں وہ کچھ کر جاتی ہیں جو صدیوں نہیں ہوتا شرط یہ ہے کہ تاریخ کو مد نظر رکھا جائے اور حرکت و عمل سے تغیرات کو اپنی گرفت میں لے کر انقلابی اقدامات کئے جائیں اور اس کے لئے صداقت، عدالت، امانت اور شجاعت کی ضرورت ہے جو اسلام کے اوّلین معماروں خلفائے راشدین کے امتیازی اوصاف تھے۔

# غیر اللہ سے امداد کا بیان

حضرت علامہ محمد عبدالرشید قادری

”تمہارے دوست (مددگار) نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔“ (۱)

اس آیت سے پتہ چلا کہ اللہ و رسول (جَلَّ جَلَالُهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَآلِہٖ وَسَلَّم) اور مومنین مسلمانوں کے مددگار ہیں۔

۲: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ“

”اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔“ (۲)

صبر اور نماز اللہ نہیں، غیر اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مدد لینے کا حکم فرما رہا ہے۔

۳: ”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِنِّمِ وَالْعُدْوَانِ“

”اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔“ (۳)

اگر غیر خدا سے مدد لینا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کی مدد کرنے کا ہرگز حکم نہ فرماتا کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کی تعلیم نہیں دیتا۔

۴: حضرت ذوالقرنین (عَلَيْ نَبِيَّا الْكَرِيمِ وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) نے اپنی رعایا سے مدد مانگی:

”فَاعِينُونِي بِقُوَّةٍ“

”تو میری مدد طاقت سے کرو۔“ (۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

دیوبندیوں، وہابیوں نجدیوں کا اعلان:

حاجت روا حاجت روا، ایک خدا ایک خدا اور یا اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت۔

یاد رہے نجدی وہابی، دیوبندی، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امداد کے تو منکر ہوئے کہ جن کی امداد درحقیقت رب تعالیٰ کی امداد ہے اور امریکہ و برطانیہ کے کافروں، مشرکوں سے مدد طلب کی جو اصل میں ”مِنْ دُونِ اللّٰهِ“ ہیں۔

آئندہ بھی ان سے امداد لینے کے معاہدے کئے گئے اور وہابیوں کا یہ بھی نعرہ ہے، صرف اور صرف یا اللہ مدد اور اپنے ساتھ کئی محافظ (Body Guards) اور اسلحہ بھی رکھتے ہیں تاکہ مشکل میں ان سے امداد لی جاسکے۔

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہے اس کی عطا کردہ طاقت سے اس کے بندے بھی مدد کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے مددگار بہت ہیں

قرآنی آیات مبارکہ سے ثبوت:

۱: ”إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ“

۱: ”پ“: ۶، ۱۲: ”کنزالایمان“

۲: ”پ“: ۲، ۶: ”کنزالایمان“

۳: ”پ“: ۶، ۵: ”کنزالایمان“

۴: ”پ“: ۱۶، ۲: ”کنزالایمان“

وہابیہ کے نزدیک تو حضرت ذوالقرنین (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی شرک کر نیوالے ہوئے۔ (معاذ اللہ)

۵: اللہ تعالیٰ نے نبیوں، رسولوں سے فرمایا کہ تم خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدد کرنا:

”لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ“

”تو تم ضرور بر ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔“ (۱)

اگر غیر اللہ سے امداد شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ انبیاء و رسل سے کیوں فرماتا کہ جب سرور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں تو ان کی مدد کرنا۔

۶: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنین اور فرشتے بھی مددگار ہیں لیکن وہابی کہتا ہے کہ غیر اللہ سے امداد شرک ہے:

”فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ“

”تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے (مددگار) اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔“ (۲)

۷: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ“

”اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔“ (۳)

پتہ چلا اللہ تعالیٰ کے بندوں کی مدد شرک نہیں۔ جب رب غنی ہو کر اپنے بندوں سے مدد مانگ رہا ہے تو بندہ مدد مانگنے سے کیسے بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ اور اس کے دین کی مدد ہے۔ رب کریم کا مدد فرمانا مسلمانوں کو کامیابی

دینا ہے۔

۸: ”فَاسْتَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“

”تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہ ہو۔“ (۴)

پتہ چلا علم والے بھی مددگار ہیں۔

فائدہ:

اس سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے۔ لہذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔ (۵)

۹: ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ“

”اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔“ (یہ مددگار کافی ہیں)

بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں:

۱: ”وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ“

”اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“ (۶)

۲: ”وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ“

”اور زمین میں کوئی ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار۔“ (۷)

۳: ”وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْسِدًا“

”اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا (مرشد) نہ پاؤ گے۔“ (۸)

معلوم ہوا گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مرشد، رہبر۔

مسلمانوں کیلئے دونوں ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ

۱: ”پ“: ۳، ۴: ۱۷ ”کنز الایمان“

۲: ”پ“: ۲۸، ۴: ۱۹ ”کنز الایمان“

۳: ”پ“: ۲۶، ۵: ۵ ”کنز الایمان“

۴: ”پ“: ۱۷، ۴: ۱ ”کنز الایمان“

۵: ”نور العرفان“

۶: ”پ“: ۳، ۵: ۵ ”کنز الایمان“

۷: ”پ“: ۱۰، ۴: ۱۶ ”کنز الایمان“

۸: ”پ“: ۱۵، ۴: ۱۳ ”کنز الایمان“



”تفسیر روح البیان“ میں ہے:

”وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ شَيْخٌ فَشَيْخُهُ الشَّيْطَانُ.“  
”اور جس کا کوئی مرشد نہ ہو اس کا شیخ شیطان ہوتا ہے۔“ (۱)  
مشرکین کفار سے مدد طلب کرنا حرام ہے:

حدیث:

جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر کو تشریف لے چلے تو ایک بہادر شخص نے ایک مقام پر ساتھ چلنے کی اجازت طلب کی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:  
”أَتُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ.“

”کیا تو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے؟“

کہا نہیں، فرمایا:

”فَارْجِعْ فَلَنْ نُسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ.“

”تو واپس چلا جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ چاہیں گے۔“

دوسرے مقام پر پھر وہی شخص حاضر ہوا اور ساتھ چلنے کی

اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہی ارشاد فرمایا، تیسرے مقام پر پھر وہ شخص آیا اور اجازت مانگی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:  
”أَتُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ.“

”کیا تو اللہ و رسول (جَلَّ جَلَالُهُ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے؟“

اس شخص نے عرض کی:

”ہاں۔“

فرمایا:

”فَنَعَمْ إِذَنْ.“

”ہاں اب چلو“ (۲)

حدیث پاک:

حضرت خبیب بن اساف رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اور میری قوم کے ایک شخص نے کسی غزوہ میں شرکت کیلئے اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:  
”کیا تم دونوں مسلمان ہوئے؟“  
”کہا نہیں۔“

فرمایا:

”فَإِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِالْمُشْرِكِينَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ.“

”پس ہم مشرکوں کے خلاف مدد نہیں لیتے نہ ہی آئندہ لیں گے۔“

اس پر ہم دونوں مسلمان ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے۔“ (۳)

نتیجہ:

بے ایمانوں، گستاخوں، بد مذہبوں سے مدد طلب کرنا حرام اور حضرات انبیاء و اولیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے استعانت (مدد مانگنا) قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق ہے۔  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

اللہ عزوجل کے بندے بھی امداد کرتے ہیں

وہابی نجدیوں کی بولی:

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد  
نی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد (۴)

۱: ”روح البیان“ ج: ۱، ص: ۲۳۶، یہی مفہوم دیکھئے رسالہ قشیریہ، ص: ۲۲۶، دارالکتب بیروت از امام اجل ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری متوفی ۵۳۶ھ

۲: ”صحیح مسلم“ ج: ۲، ص: ۱۸، ”مشکل الآثار“ ج: ۳، ص: ۲۳۷، رسائل رضویہ

۳: ”طبرانی احمد“ مشکل الآثار، ج: ۳، ص: ۲۳۹

۴: تذکیر الاخوان تتمہ تقویۃ الایمان از اسمعیل دہلوی وہابی دیوبندی

## احادیث مبارکہ:

۱: ”مَنْ قَضَىٰ لِأَحَدٍ مِنْ أُمَّتِي حَاجَةً وَيُرِيدُ أَنْ يُسَرَّهُ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِي وَمَنْ سَرَّنِي فَقَدْ سَرَّ اللَّهُ وَمَنْ سَرَّ اللَّهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ.“

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس (مسلمان) نے میرے کسی امتی کی (جائز) حاجت کو پورا کیا اور وہ اس مسلمان کی حاجت پوری کر کے اس کو خوش کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو یقیناً اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا۔ اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (۱)

۲: ”اللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا دَامَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ.“

”اللہ تعالیٰ بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی (جائز کاموں میں) امداد کرتا ہے۔“ (۲)

۳: ”مَنْ أَعَاثَ مَلْهُوْفًا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ مَغْفِرَةً وَاحِدَةً فِيهَا صَلَاحُ أَمْرِهِ كُلِّهِ وَثَنَتَانِ وَسَبْعُونَ لَهُ ذَرَجَتٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ.“

”جس نے غمگین فریادی کی مدد کی (اس کا غوث بنا) اللہ تعالیٰ اس مدد کرنے والے کیلئے ہتر (۷۳) بخشش لکھ دے گا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے تمام کام سنور جائیں گے اور بہتر مغفرتیں اسے قیامت والے دن درجات کی صورت میں ملیں گی۔“ (۳)

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۴: ”أَنَا غِيَاثٌ لِمَنْ أَكْثَرَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ.“

”میں بہت زیادہ مدد کرنے والا ہوں اس شخص کی جو مجھ پر

زیادہ درود بھیجے۔“ (۴)

”الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ.“

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اُمّی  
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۵: ”إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَىٰ عِبَادًا اِخْتَصَّاهُمْ بِحَوَائِجِ النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ إِلَيْهِمْ فِي حَوَائِجِهِمْ أَوْ لَيْتَكَ الْإِمْنُونَ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ.“

”بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کی حاجت روائی کیلئے مقرر کیا ہے۔ لوگ اپنی حاجتیں پوری کروانے کیلئے بیقرار ہو کر ان کی طرف جاتے ہیں۔ وہ (حاجت روا بندے) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن میں ہوتے ہیں۔“ (۵)

نارود رخ سے پچائے گا سہارا غوثِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

لے چلے گا غلہ میں ادنیٰ اشارہ غوثِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

۶: ”إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بَعْدَ خَيْرٍ صَيَّرَ حَوَائِجَ النَّاسِ إِلَيْهِ.“

”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوگوں کی حاجتوں کو اس کی طرف پھیر دیتا ہے یعنی اسے لوگوں کیلئے حاجت روا بنا دیتا ہے۔“ (۶)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۷: ”مَنْ يَكُنْ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ يَكُنِ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ.“

”جو مسلمان اپنے بھائی کی (جائز) حاجت پوری کرنے میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔“ (۷)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۸: ”مَنْ قَضَىٰ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ حَاجَةً كَانَ لَهُ مِنْ

۱: ”مشکوٰۃ“ ص: ۲۲۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) مشکوٰۃ

۲: ”ترمذی“ ج: ۱، ص: ۱۲، ”مشکوٰۃ“ ص: ۳۲ ”کنوز الحقائق“ ج: ۱، ص: ۴۱

۳: ”الجامع الصغير“ ص: ۵۱۷

۴: ”تنبيه الغافلين“ ص: ۱۵۳

۵: ”الجامع الصغير“ ص: ۱۴۱

۶: ”الجامع الصغير“ ص: ۲۹

۷: ”الجامع الصغير“ ج: ۲، ص: ۵۳۶

الْأَجْرُ كَمَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ“

”جس مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کی (جائز) حاجت پوری کی، اسے اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے حج اور عمرہ کیا۔“ (۱)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”يَعْمُ الْعَوْنُ عَلَى الدِّينِ طَلَبُ الْعِلْمِ“

”دین کی بہترین امداد یہ ہے کہ علم دین حاصل کیا جائے۔“ (۲)

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ بَكَرَ يَوْمَ السَّبْتِ فِي طَلَبِ حَاجَةٍ فَإِنَّا ضَامِنٌ لِقَضَائِهَا“

”جو کوئی شخص ہفتہ کے دن جائز طلب میں نکلے تو حاجت پوری کرنے کا میں ذمہ دار ہوں۔“ (۳)

حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ“

”جس کا میں مدگار ہوں اسکے علی مدگار ہیں۔“ (۴)

شیر شمشیر زن شاہ خیر شکر  
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”وَإِنْ أَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَعِثُّنِي يَا

عِبَادَ اللَّهِ أَعِثُّنِي يَا عَبْدَ اللَّهِ أَعِثُّنِي“

”اگر مدد لینا چاہے تو کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو (تین بار) کچھ اللہ کے بندے ہیں، نظر نہیں آئیں گے اس کا کام کر جائیں گے۔“ (۵)

رحیم و کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”رَحِمَ اللَّهُ وَالِدَ أَعَانَ وَلَدَهُ عَلَى بَرٍّ“

”اللہ تعالیٰ (ماں) باپ پر رحم فرمائے جو اپنی اولاد کی اس کے نیک کام پر امداد کریں۔“ (۶)

”قَلْبٌ شَاكِرٌ وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ صَالِحَةٌ تُعِينُكَ عَلَى أَمْرِ دُنْيَاكَ وَدِينِكَ خَيْرٌ مَّا اكْتَسَبَ النَّاسُ“

رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”شکر کرنے والا دل اور ذکر کرنیوالی زبان اور نیک بیوی جو تیری دنیا اور آخرت کے نیک کاموں میں امداد کرتی رہے، لوگوں کے خزانہ جمع کرنے سے بہتر ہیں۔“ (۷)

بیوی امداد کر سکتی ہے تو کیا حبیب خدا کو نبین کے بادشاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امداد نہیں کر سکتے؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ أَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ“

”(جس نے ظالم کی امداد کی اللہ تعالیٰ اس ظالم کو اس امداد کرنیوالے پر مسلط کر دے گا۔“ (۸)

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”لَعَنَ اللَّهُ مَنْ رَأَى مَظْلُومًا فَلَمْ يَنْصُرْهُ“

”اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اس شخص پر جس نے مظلوم کو دیکھا تو اسکی مدد نہ کی۔“ (۹)

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں  
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

اللہ تعالیٰ کے بعض بندے دفع بلا کا سبب ہیں:

۱: ”الجامع الصغير“ ج: ۲، ص: ۵۳۹

۲: ”کنوز الحقائق“ ج: ۲، ص: ۱۳۰

۳: ”کنوز الحقائق“ ج: ۲، ص: ۹۱

۴: ”ترمذی“ ج: ۲، ص: ۲۱۲ ”مسند امام احمد“ ج: ۵، ص: ۳۵۹ ”مشکوٰۃ“ ص: ۵۲۲ ”کنوز الحقائق“ ج: ۲، ص: ۱۱۷

۵: ”حصن حصین“ ص: ۱۲۳

۶: ”کنوز الحقائق“ ج: ۱، ص: ۱۳۷

۷: ”الجامع الصغير“ ج: ۲، ص: ۳۸۳

۸: ”الجامع الصغير“ ج: ۲، ص: ۵۱۶

۹: ”کنوز الحقائق“ ج: ۲، ص: ۱۲۳

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:  
 ۱۷: ”أَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِّأَمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَهْلُ بَيْتِي أَتَاهُمْ مَا يُوعَدُونَ.“

”میرے اہل بیت میری امت کیلئے امان ہیں۔ جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آئیگا جو ان سے وعدہ ہے۔“ (۱)

۱۸: (حدیث قدسی) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنِّي لَأَهْمُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ عَذَابًا فَإِذَا نَظَرْتُ إِلَى عَمَّا يُؤْتِي وَالْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِي عَنْهُمْ.“

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

”رب العزت جلّ و علا فرماتا ہے میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں۔ جب میں میرے گھر آباد کر نیوالے اور میرے لئے باہم محبت کر نیوالے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں اپنا عذاب ان سے پھیر دیتا ہوں۔“ (۲)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۹: ”لَوْ لَا عِبَادُ اللَّهِ رُكَّعٌ وَصِيَّةٌ رُضِعَ وَبَهَائِمٌ رَّتَّعَ تَصَبَّ عَلَى كُمْ الْعَذَابُ صَبًّا ثُمَّ رُضَّ رَصًّا.“

”اگر اللہ تعالیٰ کے نمازی بندے نہ ہوتے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے نہ ہوتے تو بے شک عذاب تم پر سختی سے ڈالا جاتا پھر مضبوط و محکم کر دیا جاتا۔“ (۳)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

۲۰: ”هَلْ تَنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضَعْفَائِكُمْ.“

”تمہارے ضعیفوں کے وسیلے سے ہی تمہاری امداد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔“ (۴)

دیوبندی وہابی اپنے مولوی کونیوں، رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے بڑا مانتے ہیں:

مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی نے رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی کے مرثیہ میں لکھا:

حوائجِ دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب  
 گیا وہ قبلہ حاجاتِ روحانی و جسمانی (۵)  
 مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا  
 اس مسیحا کو دیکھیں ذرا ابنِ مریم (۶)

ہم نبیوں، رسولوں اور ولیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاجت ردا، دافعِ بلا اور مشکل کشا مانیں تو وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک مشرک ٹھہریں اور وہ اپنے مولوی کو حاجت روا مانیں تو یکے موحد ہوں۔ یہ بہت بڑی گستاخی ہے۔

۱: ”مستدرک حاکم“ ج: ۳، ص: ۱۶۲  
 ۲: ”بیہقی“ شعب الایمان، ج: ۴، ص: ۵۰۰ ”کنز العمال“ ج: ۷، ص: ۵۴۹  
 ۳: ”عقبلی“ ج: ۲، ص: ۱۶۲۶ ”طبرانی“ ج: ۲۲، ص: ۳۰۹ ”سنن الکبریٰ“ ج: ۳، ص: ۳۳۵ ”دیلی“ ج: ۷، ص: ۱۵۵  
 ۴: ”بخاری“ ج: ۱، ص: ۳۰۵ ”مسند امام احمد“ ج: ۱، ص: ۱۴۳ ”مصنف عبدالرزاق“ ج: ۵، ص: ۳۰۳ ”طبرانی صغیر“ ص: ۲۶ ”کنز العمال“ ج: ۳، ص: ۱۴۹  
 ۵: ”مرثیہ“ ص: ۸  
 ۶: ”مرثیہ“ ص: ۲۲



# ان سے پھرے، جہان پھر

مولانا خالد محمود قلاری

(حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کا نام شریف عمر بن خطاب بن نفیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ کنیت ابو حفص، لقب فاروق اعظم، خطاب امیر المؤمنین، آپ قرشی، عدوی ہیں، کعب بن لوی میں آپ کا سلسلہ نسب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مل جاتا ہے۔ آپ کے فضائل بے حد و بیشمار ہیں، جلیل القدر صحابی، قدیم الاسلام مومن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں آپ کے ایمان سے مسلمانوں کا چالیس کا عدد پورا ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی اور یہ آیت مبارکہ اتری:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ.“

خلیفۃ الرسول سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ۱۳ھ میں مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے زمانے میں اسلام بہت پھیلا بہت سے ممالک فتح ہوئے۔ تقریباً ۲۲ لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا۔ دس سال، چھ ماہ خلافت کی، تریسٹھ سال عمر شریف ہوئی۔ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ، بدھ کے دن مسجد نبوی، محراب النبی میں مصطفیٰ علی صاخبہ الصلوٰۃ والسلام پر نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کئے گئے۔ آپ کی شہادت پر درود یوار سے رونے کی آواز آتی تھی کہ آج اسلام اور مسلمان یتیم ہو گئے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ گنبد خضریٰ میں پہلوئے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں دفن ہوئے۔ آپ سے پانچ سو پینتیس روایات مروی ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

”وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِينَ آتَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ إِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِيثَ مِنْ يَهُودٍ تُعَجِّبُنَا أَفَتَرَى أَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ أَمْتَهُوَ كُونَ أَنْتُمْ كَمَا تَهُوَ كَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِمَا بَيَضَاءُ نَفِيَّةٍ وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي.“

(”رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان“ مشکوٰۃ، ص: ۳۰)

تشریح و توضیح:

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آکر عرض کرنے لگے کہ ہم یہود کی کچھ باتیں سنتے ہیں جو ہمیں بھلی لگتی ہیں، کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اجازت دیتے ہیں کہ ہم کچھ لکھ بھی لیا کریں۔ فرمایا کیا تم یہود اور عیسائیوں کی طرح حیران ہو۔ (واللہ) میں تمہارے پاس روشن و صاف شریعت لایا اور اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔“

(حضرت) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کا نام جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کنیت ابو عبد اللہ ہے، انصاری و سلمیٰ ہیں مشہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہیں، بہت بڑے محدث ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تقریباً غزوہ بدر سمیت اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے۔ چورانوے (۹۳) سال کی عمر میں مدینہ شریف میں وفات پائی۔

إِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِيثَ مِنْ يَهُودٍ تَعْجِبُنَا:

احادیث سے مراد حکایات و مواظ ہیں اور ”تَعْجِبُنَا“ تَحْسِنُ عِنْدَنَا وَتَمِيلُ قُلُوبُنَا إِلَيْهَا کے معنی میں ہے یعنی ہم یہودیوں سے ایسی وعظ و نصیحت پر مشتعل باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں اور جنکی طرف ہمارے دل مائل ہوتے ہیں۔

أَفْتَرَى أَنْ نَكْتَبَ بَعْضَهَا:

”أَيُّ اتَّحَسِّنُ لَنَا اسْتِمْا عَنْهَا فَتَرَى يَنْعَى فَتَأْذُنُ“

(”مرقاۃ“)

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ یہود سے باتیں سننا ہمارے لئے پسند کرتے ہیں تو ہم انکی باتوں میں سے بعض باتوں کو لکھ لیا کریں۔

فَقَالَ أَمْتَهُوْ كُؤْنَ أَنْتُمْ:

”أَيُّ امْتَحَيَّرُونَ فِي دِينِكُمْ حَتَّى تَأْخُذُوا الْعِلْمَ مِنْ

غَيْرِ كِتَابِكُمْ وَنَبِيِّكُمْ“

یعنی کیا تم اپنے دین میں حیران ہو (اور اسکو اپنے لئے کافی نہیں سمجھتے) حتیٰ کہ اپنے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اپنی کتاب (قرآن مجید) کو چھوڑ کر غیروں سے علم حاصل کرنا چاہتے ہو؟

”كَمَا تَهَوَّكْتَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى. أَيُّ كَتَحَيَّرَهُمْ حَيْثُ نَبَذُوا كِتَابَ اللَّهِ وَرَأَوْا ظُهُورَهُمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَ أَخْبَارِهِمْ وَرُهْبَانِهِمْ“

”یعنی جیسے یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں کو چھوڑ دیا اور پادریوں اور جوگیوں کی پیروی شروع کر دی۔“

(خلاصہ دونوں مندرجہ بالا جملوں کا یہ ہے کہ) کیا تم قرآن و سنت کو اپنے لئے کافی نہیں سمجھتے اس لئے دوسروں کے پاس علم حاصل کرنے اور ہدایت لینے جاتے ہو جیسے یہود و نصاریٰ نے تورات و انجیل کو چھوڑ کر پادریوں اور جوگیوں کا کہنا ماننا شروع کر دیا۔

آگے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِمَا بَيَّضَاءَ نَقِيَّةٍ:

صاحبِ مرقاۃ نے فرمایا کہ یہ جملہ قسم محذوف کا جواب ہے۔  
بمایا بھا سے شریعتِ مطہرہ و ملتِ حنفیہ مراد ہے۔

میں تمہارے پاس روشن و صاف شریعتِ مطہرہ لایا ہوں۔  
یعنی سب سے اعلیٰ اور افضل دین کے ساتھ آیا ہوں۔ جس میں نہ کوئی کمی ہے نہ کوئی پوشیدگی پھر اس کو چھوڑ کر غیروں کی طرف کیوں جاتے ہو۔

وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي:

”فِي الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ فَكَيْفَ يَجُوزُ لَكُمْ أَنْ

تَطْلُبُوا فَايْدَةً مِنْ قَوْمِهِ مَعَ وَجُودِي“

یعنی اگر حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس وقت ظاہری زندگی میں ہوتے تو (اقوال و افعال میں) میری پیروی کے علاوہ کسی اور کی پیروی ان کیلئے جائز نہ ہوتی۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے۔

”ثُمَّ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَتَنْصُرُنَّهُ“

سارے انبیاء علیہم السلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کا عہد لیا تھا۔ لہذا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باوجود کلیم اللہ کا لقب پانے کے، رسول و نبی ہونے کے اس وقت ظاہری حیات کیساتھ موجود ہونے کی صورت میں میری اتباع و پیروی کے کوئی چارہ نہ تھا۔ تو پھر اے میرے غلامو، اے میرے صحابہ زحیٰ اللہ تعالیٰ عنہم اور میری امت تمہارے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ میرے ہوتے ہوئے ان سے کوئی فائدہ لینے، ان سے علم و ہدایت لینے انکے پاس جاؤ۔

فوائد و ثمرات

۱: اگر کوئی مسئلہ جدیدہ خصوصاً دین کے متعلق درپیش ہو تو اس کو پہلے علماء پر پیش کرنے کے بعد اس پر عمل کیا جائے۔

۲: صحابہ کرام علیہم الزحوان ہر کام کے اندر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے رہنمائی لیتے، اور پھر ہر صورت میں اس پر عمل کرتے۔ بلکہ اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایسا جذبہ صحابہ کرام زحیٰ

اللہ تعالیٰ عنہم میں موجود تھا جس کی دنیا میں کہیں بھی مثال نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ چلنے، پھرنے، کھانے، پینے، پہننے، اتارنے، عبادت کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے افعال کے متلاشی رہتے۔ اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نیا کام یا حکم پاتے، فی الفور اس پر عمل کرتے۔

۳: جو کوئی دین اسلام کو کافی نہ سمجھے یا دیگر مذاہب کو اسلام سے اچھا جانے وہ بے ایمان ہے۔ ہاں دنیاوی چیزیں ہر جگہ سیکھی جاسکتی ہیں کیونکہ ارشاد نبوی ہے:

”کلمہ حکمت مومن کی گمشدہ دولت ہے، جہاں سے ملے لے لے۔“

۴: حدیث پاک نے اس پر بھی دلالت کر دی کہ بد مذاہب کی وعظ و نصیحت کی مجالس میں جانا ناجائز و گناہ ہے۔

۵: بد مذاہب، فرق باطلہ کی کتابیں، رسالے وغیرہ پڑھنا بھی منع ہے۔

۶: بعض لوگ جو ایسی ہی اغیار کی محافل میں جاتے ہیں۔ جب انکو ایسی محافل و مجالس سے روکا جائے تو جواباً کہتے ہیں:

”ہم تو ویسے ہی ”شغل میلا“ کے لئے گئے تھے۔ ہم تو ویسے ہی ”ناٹم پاس“ کرنے کیلئے چلے گئے، اور بعض تو ایسے بے شرم، کہ کہتے ہیں ہم تو محض کھانے پینے کیلئے چلے جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے مقام عبرت ہے.....“

کہ جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم ہستی جنگی قوت ایمانی سے گھبرا کر شیطان بھی راہ چھوڑ دیتا ہے، کو اہل کتاب کے علماء کی صحبت سے منع کر دیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ آپ کیلئے دین اسلام کافی ہے تو اسلام کیونکر پسند کرے گا جو ایمانی لحاظ سے اتنے کمزور ہیں جنہیں قدم قدم پر شیطان گمراہ کر سکتا ہے، وہ اغیار کی محافل و مجالس میں جائیں یا ان کی صحبت میں بیٹھیں۔“

۷: حدیث مبارک نے اس پر صراحتاً دلالت کر دی کہ دین اسلام و شریعت مطہرہ سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ جس میں نہ کوئی کمی ہے نہ کوئی پوشیدگی۔ جب ایسا ہے تو افضل و اعلیٰ کو چھوڑ کر کسی اور طرف

جانا بیوقوفی نہیں تو اور کیا ہے۔

۸: ”وَلَوْ كَانَ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَتْبَاعِي“

سے پتہ چلا کہ اگر انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اس زمانہ کے اندر موجود ہوتے تو وہ بھی اقوال و افعال میں امام الانبیاء و الرسل کی اقوال و افعال میں پیروی کرتے اور ایسا کیونکر نہ ہو کہ آفتاب کے ہوتے ہوئے چراغوں سے روشنی نہیں لی جاتی۔

بلکہ جو آفتاب کے ہوتے ہوئے چراغ جلائیگا اپنی ہنسی اڑائے جانے کا خود ہی بندوبست کرے گا۔

آج مسلمان اپنے کو بھول گئے اسی لئے تو دوسری قوموں کے اخلاق، کردار اور امانت داری کی تعریفیں کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میرا آئیڈیل فلاں فنکار ہے، فلاں اداکار ہے۔ تو کسی کو ناز ہے کہ میرا فلاں کھلاڑی آئیڈیل ہے۔ کوئی یورپ کی تہذیب سے متاثر ہے، کوئی ہندوؤں کی ساڑھی و رسم و رواج پر مر رہا ہے۔

کوئی غیروں کو لباس اور رہن سہن کو ہی زندگی کا ماحصل قرار دیئے ہوئے اور وہ دین جسکی پیروی سے گزشتہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے لئے اعراض کی اجازت نہیں اور وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو امام الانبیاء و رسل ہیں جو ”اَنْتَ لَعَلٰی خُلِقِ عَظِيْمٌ“ کا سہرا سجائے ہوئے ہیں، جو غیروں کے ہاں بھی صادق و آئین کا لقب پانے والے ہیں، سے منہ موڑے ہوئے ہے، ایسے دین و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منہ موڑنے کی وجہ سے ہی یہ ساری ذلتیں، یہ پستیائیں ہیں، وگرنہ

انکے جو غلام رہے دنیا کے امام رہے ان سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

# دارالافتاء

اشرف العلماء و المشائخ  
المفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی

## دوران سفر ”سنتوں“ اور ”نوافل“ کا حکم کیا ہے؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بابت ان مسائل کے جو درج ذیل سطور میں بیان ہوں گے۔

زید نے بکر کو سفر میں قصر نماز پڑھنے کا مسئلہ بتایا کہ سفر میں چار فرائض کی بجائے دو فرض پڑھیں گے۔ بقیہ نماز سنتیں نوافل وغیرہ پوری پڑھیں گے۔ اس پر عمر نے کہا اگر صرف فرض نماز میں قصر ہے تو یہ رخصت کیسی ہوئی؟ عمر نے یہ بھی کہا کہ یہ اس وقت قصر کریں گے جب وقت کی قلت ہو، اگر ٹائم وافر ہو تو پوری نماز پڑھیں پھر قصر بھی نہیں کریں گے۔ زید نے کہا کہ ہمارے مذہب مہذب فقہ حنفی کی معتبر کتاب میں مسئلہ اسی طرح مرقوم ہے، آپ مسئلہ مان لیں۔ عمر نے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے کہا کہ اس مسئلے کا حکم دینے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ دو تو پڑھنی ہیں چار بھی پڑھ لے۔ زید نے کہا کہ اس مسئلے میں شریعت کا کیا قصور، قصور تو آپ کی کم علمی کا ہے جو کہ علم دین سے دور ہیں۔ اس پر عمر نے کہا شریعت کا ہی قصور ہے علماء کرام کے اقوال جو انہوں نے کتاب و سنت سے بڑی محنت کیساتھ اخذ کئے ہیں، ان کو نہیں مانتا یہ کہتا ہے کہ سب کا انداز ہی ہے (معاذ اللہ عزوجل) حتیٰ کہ قرآن کی آیت یا حدیث مبارکہ سنائی جائے تو کہتا ہے کہ یہ تم لوگوں نے اپنے عقیدے کے مطابق آیات و احادیث یاد کی ہوئی ہیں۔ جب کتاب سے مسئلہ دکھایا جائے تو کہتا ہے کہ میں نے اپنی کتاب بنام ”فقہ

حضرت عمرؓ، مطبوعہ کویت یونیورسٹی رکھی ہے اس کو پڑھتا ہوں جس میں ہر مسئلہ درج ہے۔ تقلید کا سرے سے انکار کر دیا ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

- ۱: مسافر کو چار فرض کی بجائے دو گنا پڑھنے لازم ہیں یا اسے اختیار ہے خواہ چار پڑھے خواہ دو؟
- ۲: نیز دوران سفر سنتوں اور نوافل کا کیا حکم ہے؟
- ۳: عمر کی اس بے ہودہ گوئی کا شرعی حکم کیا ہے؟ نیز مسلمانوں کو عمر کیساتھ تعلق رکھنا جائز ہے یا نہیں؟
- ۴: کتاب ”فقہ حضرت عمرؓ مطبوعہ کویت یونیورسٹی“ کس کی کتاب ہے؟

السائل:

محمد حسن رضا قادری عطاری

امام و خطیب جامع مسجد گاون

چک منجول جلاپور جٹاں روڈ، گجرات

بَعُوْثُ الْعُلَمَاءِ الْمُنْعَمِ الْوَهَّابِ

الجواب:

- ۱: مسافر کو چار رکعت فرض کی بجائے دو رکعت پڑھنا لازم ہیں اگر چار پڑھیں گے گناہ گار ہوگا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین سے مسافر کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

”حَجَّجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَحَجَّجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ



عَمَرَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُثْمَانَ سِتِّ سِنِينَ مِنْ خِلَافَتِهِ  
أَوْثَمَانَ سِنِينَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔“

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ حج کیا تو آپ نے (چار کی بجائے) دو رکعت نماز فرض ادا فرماتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ حج کیا تو آپ نے بھی دو رکعتیں ادا کیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ حج کیا تو آپ نے بھی دو رکعتیں ہی ادا کیں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ ان کے دور خلافت کے چھ سال یا آٹھ سال آپ کیساتھ حج کیا تو آپ نے بھی ہر چار رکعت فرض کی بجائے دو رکعت ادا کیں۔“ (۱)

نیز حضرت امام علاؤ الدین ہسکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”صَلَّى الْفَرَضَ الرَّبَاعِيَّ رَكْعَتَيْنِ وَجُوبًا لِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَاةَ الْمُقِيمِ أَرْبَعًا وَالْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ۔“

”فرض کی چار رکعتوں میں مسافر پر دو رکعتیں پڑھنا واجب ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ: بے شک اللہ تبارک نے تمہارے نبی کی زبان پر مقيم کی نماز چار رکعتیں فرض کیں ہیں اور مسافر پر دو رکعتیں۔“ (۲)

امام علاؤ الدین ابی بن بکر سعود الکاسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

”إِنَّ الرُّكْعَتَيْنِ مِنْ ذَوَاتِ الْأَرْبَعِ فِي حَقِّ الْمُسَافِرِ لَيْسَتْا قَصْرًا حَقِيقَةً عِنْدَنَا بَلْ هُمَا تَمَامُ فَرَضِ الْمُسَافِرِ وَالْإِكْمَالُ لَيْسَ رُخْصَةً فِي حَقِّهِ بَلْ هُوَ إِسَاءَةٌ مُخَالَفَةٌ لِلْسُّنَّةِ۔“

”ہمارے نزدیک چارگانہ فرض نماز میں مسافر کے حق میں دو رکعتیں درحقیقت قصر ہے ہی نہیں بلکہ دو رکعتیں ہی مسافر کیلئے مکمل

نماز فرض ہے۔ اور پوری پڑھنا اس کے حق میں رخصت نہیں بلکہ اسانت اور سنت کی مخالفت بھی۔“ (۳)

”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے:

”وَالْقَصْرُ وَاجِبٌ عِنْدَنَا كَذَافِي الْخُلَاصَةِ۔“

”قصر کرنا ہمارے نزدیک واجب ہے“ خلاصۃ الفتاویٰ

میں اسی طرح ہے۔“ (۴)

لہذا مسافر پر چار رکعتوں کی بجائے دو رکعت پڑھنا ہی لازم ہیں خواہ اسے قصر کا نام دے یا مکمل فرض کا۔ مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ عمر کا قول سراسر جہالت پر مبنی ہے۔

۲: مسافر کے لئے صرف چار رکعت نماز فرض میں قصر ہے۔

اس سے کم نہ فرائض میں قصر جائز ہے اور نہ سنن و نوافل میں، مسافر کو چاہئے کہ دوران پڑاؤ اگر وقت میں گنجائش ہو تو سنتیں اور نوافل پڑھے اور پورے پڑھے یہی بہتر ہے البتہ ترک کرنا بھی جائز ہے۔

”فتاویٰ عالمگیری“ ہے:

”لَا قَصْرَ فِي السُّنَنِ كَذَافِي مُحِيطِ السَّرْحَسِيِّ۔“

”سنتوں میں قصر نہیں محیط سرحسی میں اسی طرح ہے۔“ (۵)

امام علاؤ الدین ہسکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”وَيَأْتِي الْمُسَافِرُ بِالسُّنَنِ إِنْ كَانَ فِي حَالِ أَمْنٍ

وَقَرَارٍ وَلَا بَأْنَ كَانَ فِي خَوْفٍ وَقَرَارٍ لَا يَأْتِي بِهَا هُوَ الْمُخْتَارُ۔“

”سفر کے دوران مسافر امن کی حالت میں سنتیں ادا کرے

اور اگر خوف و فرار کی کیفیت ہے تو سنتیں وغیرہ نہ پڑھے یہی مختار قول

ہے۔“ (۶)

لہذا مسافر اگر سنتیں پڑھے تو پوری پڑھے ثواب پائے گا،

اور ترک کر دینے سے گناہگار نہ ہوگا۔ خیال رہے سنن و نوافل میں قصر

ہرگز جائز نہیں۔ فَقَطُّ وَاللَّهِ تَعَالَى أَعْلَمُ

۱: ”ترمذی“ ابواب السفر، ۲۳۵/۱

۲: ”درمختار“ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ المسافر، ۷۸۶/۲، مکتبہ سبحانیہ کوئٹہ

۳: ”بدائع الصنائع“ کتاب الصلوٰۃ فصل الکلام فی صلوٰۃ المسافر، ۲۵۷/۲، مکتبہ حقانیہ پشاور

۴: ”کتاب الصلوٰۃ الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر، ۱۳۹/۱، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ

۵: ”کتاب الصلوٰۃ الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر، ۱۳۹/۱، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ

۶: ”درمختار“ کتاب الصلوٰۃ باب المسافر، ۷۸۶/۲، مکتبہ سبحانیہ کوئٹہ

۳: عمر کی گفتگو جہالت و گمراہی سے گزر کر شریعت مطہرہ اور آئمہ مجتہدین اور علماء ربانین کی اہانت و استخفاف تک پہنچتی ہے، شریعت کو قصور وار ٹھہرانا یا کسی شرعی مسئلہ کو جھٹلانا کفر ہے۔

”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے:

”رَجُلٌ عَرَضَ عَلَيْهِ خَصْمُهُ فِتْوَى الْأَيْمَةِ فَرَدَّهَا وَقَالَ جِهَ بَارِنَامَةُ فِتْوَى آوَرَدَهُ قِيلَ يُكْفَرُ لِأَنَّهُ رَدَّ حُكْمَ الشَّرْعِ..... رَجُلٌ اسْتَفْتَى عَالِمًا فِي طَلَاقِ امْرَأَتِهِ فَأَفْتَاهُ بِالْوُقُوعِ فَقَالَ الْمُسْتَفْتَى: مَنْ طَلَّقَ مَلَاقٍ جِهَ دَانِمِ مَادِرِ بَجِگان باید که بخانه من بود اَفْتَى الْقَاضِي الْإِمَامُ عَلِيُّ بْنُ السَّعْدِيِّ بِكُفْرِهِ كَذَّافِي الْفُضُولِ الْعَمَادِيَّةِ.“

”ایک آدمی کے سامنے اس کے مخالف نے آئمہ کرام کا فتویٰ پیش کیا تو اس نے رد کر دیا (جھٹلادیا) اور کہا کیا فتویٰ کا بوجھ اٹھا لایا ہے۔ بعض علماء کرام نے فرمایا اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ اس نے شریعت کے حکم کو رد کیا ہے۔..... ایک آدمی نے کسی عالم دین سے اپنی طلاق کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو اس عالم دین نے طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دیا تو مسئلہ پوچھنے والا کہنے لگا میں طلاق ملا کیا جانوں بس بچوں کی ماں میرے گھر میں ہونی چاہئے۔ قاضی امام علی السعدی نے اس کے کفر کا حکم لگایا ہے ”فصول عمادیہ“ میں ایسے ہی ہے۔“ (۱)

موصوف نے آئمہ اربعہ کی تقلید کا نہ صرف انکار کیا ہے بلکہ یہ کہہ کر ”یہ سب دکانداری ہے“ علماء کرام اور فقہاء اسلام کی اہانت بھی کی۔ نیز اُن کیساتھ بغض و کدورت کا اظہار بھی کیا اور قیاس ائمہ کا انکار بھی عمر کی یہ ساری گفتگو جہالت بے دینی اور کفر پر مشتمل ہے۔

چنانچہ ”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے:

”رَجُلٌ قَالَ قِيَاسُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى حَقٌّ نَيْسَتْ يُكْفَرُ كَذَّافِي التَّارِخَانِيَّةِ.“

”اگر کسی آدمی نے کہا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کا قیاس صحیح نہیں تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔“ ”فتاویٰ تارخانہ“ میں

اسی طرح ہے۔“ (۲)

اس کی وجہ یہ ہے کہ قیاس امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ ”قرآن کریم“ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع سے مستتب و ماخوذ ہے تو قیاس امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار و تغلیط درحقیقت حکم شرع کی تغلیط اور انکار ہے اور حکم شرع کا انکار کفر ہے۔

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”فِي الْخَلَاَصَةِ مَنْ أَبْغَضَ عَالِمًا مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ ظَاهِرٍ خِيفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ قُلْتُ الظَّاهِرُ أَنَّهُ يُكْفَرُ لِأَنَّهُ إِذَا أَبْغَضَ الْعَالِمَ مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ ذَنْبِيٍّ أَوْ أُخْرَوِيٍّ فَيَكُونُ بُغْضُهُ لِعِلْمِ الشَّرِيعَةِ وَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهِ مَنْ أَنْكَرَ فَضْلًا عَمَّنْ أَبْغَضَهُ.“

”خلاصۃ الفتاویٰ“ میں ہے جس آدمی نے بغیر کسی ظاہری سبب کے کسی عالم دین سے بغض رکھا اس پر اندیشہ کفر ہے۔“ (۳)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”میں کہتا ہوں ظاہر ہے اسے کافر قرار دیا جائے گا کیونکہ اس نے بغیر کسی دنیاوی یا اخروی سبب کے عالم دین سے بغض رکھا تو اس کا بغض علم شریعت کی وجہ سے ہوگا لہذا اس آدمی کے کفر میں کوئی شک نہیں کہ جس عالم دین کیساتھ وہ بغض رکھتا ہے اس کی فضیلت (علمی) کا ہی سرے انکار کر دے۔“

بنابرین مذکورہ آدمی پر شریعت اور علماء کرام کے خلاف بے ہودہ اور واپیات گفتگو کرنے کی وجہ سے اندیشہ کفر ہے یہ آدمی برسر محفل توجہ و تجدید ایمان کرے۔ اگر شادی شدہ تھا تو تجدید نکاح بھی کرے۔ بصورت دیگر برادری و اہل محلہ اس سے ہر قسم کا تعلق ختم کر دیں۔ فَقَطُّ وَاللَّهِ تَعَالَى أَعْلَمُ

۴: یہ کتاب حضرت فاروق اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب فقہی آراء کے بیان پر مشتمل ہے جسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف اہل علم اور محققین کیلئے لکھا یہ کتاب عوام

۱: ”کتاب السیر“ الباب التاسع فی احکام المرتدین، منها ما يتعلق بالعلم والعلماء، ۲۷۲/۲، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ

۲: ”کتاب السیر“ الباب التاسع فی احکام المرتدین ایضاً، ۲۷۱/۲، مکتبہ ایضاً

۳: ”شرح فقہ الاکبر“ ص: ۲۶۰، فصل فی العلم والعلماء

الناس کے کام اذان مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟ کی نہیں۔ فَقَطُّ  
وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

الاستفتاء:

۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ اذان مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟ اگر اذان محراب میں پڑھی جائے تو وہ اذان مسجد میں ہوگی یا مسجد کے باہر۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

۲: نماز جمعہ کی دوسری اذان کہاں پڑھی جائے؟

السائل:

محمد رفاقت علی نقشبندی قادری

جامع مسجد شیربانی، محلہ صادق آباد، منگلووال غربی

بِقَوْتِ الْعَلَامِ الْمُنْعَمِ الْوَهَّابِ

الجواب:

۱: ہر ایسی اذان جو نماز کیلئے ہو خواہ نمازِ حُجَّانہ ہو یا نمازِ جمعہ، اذانِ اول ہو یا اذانِ ثانی، مسجد سے باہر پڑھنا ہی سنت ہے۔ کسی بھی نماز کیلئے اذان کا مسجد کے اندر پڑھنا مکروہ ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین حسن بن منصور لاؤزجندی الفرغانی المعروف امام قاضی خان زحمة اللہ تعالیٰ علیہ التوفیٰ ۲۹۵ھ رقم طراز ہیں:

”وَيَنْبَغِي أَنْ يُؤْذَنَ عَلَى الْمَسْجِدِ أَوْ خَارِجَ الْمَسْجِدِ وَلَا يُؤْذَنُ فِي الْمَسْجِدِ.“

”اذانِ مسجد (میدان) پر یا مسجد سے باہر دی جائے مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔“ (۱)

حضرت مولانا سید احمد مصری زحمة اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”يُكْرَهُ أَنْ يُؤْذَنَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا فِي الْقُحُوسَاتَيْنِ.“

”مسجد میں اذان پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ قحوسات میں

ہے۔“ (۲)

ہماری مسجدوں کے محراب مسجد ہی میں داخل ہوتے ہیں لہذا محراب میں اذان پڑھنا مسجد میں پڑھنا ہی شمار ہوگا، البتہ جس مسجد کے محراب کے دورانِ تعمیر متولی مسجد یا انتظامیہ مسجد نے مسجد میں داخل نہ کرنے کی تصریح کی ہو وہ مسجد میں شمار نہ ہوگا اور وہاں پڑھی گئی اذان بھی مسجد میں شمار نہ ہوگی۔ فَقَطُّ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

۲: جمعہ کی دوسری اذان بھی مسجد سے باہر اور خطیب کے محاذی (سامنے) پڑھنی مسنون ہے۔

جیسا کہ ”سنن ابی داؤد شریف“ میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

”قَالَ كَانَ يُؤْذَنُ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبَى بَكْرٍ وَعُمَرُ.“

”آپ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہوتے تو آپ کے سامنے (بالکل محاذی) مسجد کے گیٹ پر اذان ہوتی اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں بھی یہی عمل رہا۔“

فَقَطُّ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُولُهُ الْأَكْرَمُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰی عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ. كَتَبَهُ

نائب مفتی

مفتی محمد عبدالسلام ہاشمی

الجواب صحیح

رئیس دارالافتاء

المفتی محمد اشرف القادری

(”الجامعة الاشرفية“ محلہ علی مسجد مرکزی، گجرات)

۱: ”فتاویٰ قاضیخان“ کتاب الصلوٰۃ باب الاذان، مسائل الاذان ہامش عالمگیری، ۸/۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

۲: طحاوی علی المراقی باب الاذان

# اعلام احمد رضا خان بدیع

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم قنبر قادری

مجتہدین اور اولیائے کالین کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا شدید محاسبہ کیا، قادیان میں انگریز کے کاشٹے پودے کا شدید رد کیا، اس دور میں پائی جانے والی بدعتوں کے خلاف جہاد کیا، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی جانے والی سازشوں کے تار و پود بکھیر دیئے، سلف صالحین کے طریقے اور مذہب حنفی کے دلائل قاہرہ سے حمایت اور حفاظت کی، غرض یہ کہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کی خاطر ہر محاذ پر جہاد کیا اور تمام عمر جہاد کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا بریلوی کو پچاس سے زائد علم و فنون میں حیرت انگیز مہارت عطا فرمائی تھی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین، ریاضی کا ایک لائٹل مسئلہ لیکچر حاضر ہوئے جسے آپ نے اسی وقت حل کر دیا تو وہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ ”یہ ہستی صحیح معنوں میں نوبل پرائز کی مستحق ہے“ فقہ میں تو انہیں وہ تبحر حاصل تھا کہ ان کے معاصرین میں کوئی بھی ان کا ہم پلہ نظر نہیں آتا، حکیم عبدالحی ندوی، زہرۃ الخواطر میں لکھتے ہیں کہ فقہ حنفی اور اس کے جزئیات پر انہیں وہ عبور حاصل تھا جو شاید ہی کسی دوسرے کو حاصل ہو اس حقیقت پر ”فتاویٰ رضویہ“ شاہد ہے، علامہ اقبال و اشکاف لفظوں میں انکی فتاہت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، بمبئی ہائی کورٹ کے پاریس جج پروفیسر ڈی، ایف ملانے ”فتاویٰ رضویہ“ کو فقہ کا عظیم شاہکار قرار دیا۔ علمائے عرب و عجم نے انکی جلالت علمی کے عقیدے پڑھے انہیں چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا۔

تحقیقات علمیہ میں امام احمد رضا بریلوی کا بلند ترین مقام تو اہل علم کے نزدیک مسلم ہی ہے اس کیساتھ ساتھ وہ شعر و ادب میں قادر الکلام اساتذہ کی صف میں شامل تھے، جامعہ ازہر، مصر کے ڈاکٹر محمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط  
سرزمین پاک و ہند پر تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی، پھر انگریز تاجربن کر آئے اور سازشوں کے ذریعے حکمران بن بیٹھے وہ اس حقیقت سے پوری طرح باخبر تھے کہ مسلمانوں کی بقا اور ترقی کا راز ایمان اور اتحاد میں مضمر ہے، یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنی تمام تر توانائیاں اسی بنیاد کو کمزور اور ختم کرنے پر صرف کر دیں دینی مدارس کو بے اثر بنانے کیلئے اسکول اور کالج کھولے اور وہاں تعلیم پانے والے بچوں کے ذہنوں کو الحاد اور بے دینی کے زہر سے مسموم کیا، اتحاد ملت کو ختم کرنے کیلئے نئے نئے پیدا ہونے والے فرقوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

چنانچہ اسی دور میں اس قسم کے مباحث پھیلے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی آجائے تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں فرق آئے گا یا نہیں؟ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو نبی ہونے کا دعویٰ ہی کر دیا، اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر محبوبان خدا کی شان میں توہین و تنقیص کی زبان دراز کی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امت مسلمہ کئی فرقوں میں بٹ گئی اور متحدہ پاک و ہند میں اتنے فرقے پیدا ہوئے کہ دوسرے کسی بھی اسلامی ملک میں اتنے فرقے نہیں ملیں گے۔

یہ وہ ماحول تھا جب سرزمین بریلی میں امام احمد رضا قادری قدس سرہ پیدا ہوئے اور تقریباً چودہ سال کی عمر میں مروجہ علوم دینیہ حاصل کر کے دین اسلام کی خدمت و حفاظت کی مسند پر فائز ہو گئے انہوں نے ایک ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں اور اللہ تعالیٰ عظمت و جلالت کے خلاف لب کشائی کرنے والوں پر بھر پور تنقید کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، ائمہ



الدین الوائی نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ علمی موشگافیاں کرنے والا محقق، نازک خیال ادیب، اور شاعر بھی ہو سکتا ہے! البتہ انہوں نے اصناف میں سے حمد باری تعالیٰ، نعت اور منقبت کو منتخب کیا اور قصیدہ معراجیہ اور مقبولیت عامہ حاصل کرنے والے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
جیسے ادب پارے پیش کئے، فلسفہ جدیدہ (سائنس) اور فلسفہ قدیمہ کے غیر اسلامی نظریات پر الکلمۃ المہمہ اور فوزمیں سخت تنقید کی، ان کا نظریہ یہ تھا کہ سائنس کو اسلامی بنانے کیلئے ضروری ہے کہ سائنس کو اسلام کے تابع کیا جائے نہ کہ اسلام کو سائنس کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔

امام احمد رضا بریلوی کی جملہ تصانیف کی بنیاد، اسلامی اور داعی اسلام سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گہری وابستگی پر ہے۔ اسلامیان پاک و ہند کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عقیدت تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ بسانے میں انہوں نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء میں تحریک خلاف اور تحریک ترک مولات شروع ہوئی، پہلی تحریک کا مقصد سلطنت عثمانیہ ترکی کی حفاظت اور امداد تھا جب کہ دوسری تحریک کا مقصد، ہندوستان کی آزادی کیلئے بائیکاٹ کے ذریعے حکومت برطانیہ پر دباؤ ڈالنا بتایا گیا، مسٹر گاندھی کمال عیاری سے دونوں تحریکوں کا قائد اور امام بن گیا، حالات اس نہج پر پہنچ گئے کہ قریب تھا کہ مسلمان اپنا ملی تشخص کھو کر ہندومت میں مدغم ہو جاتے، اس ماحول میں امام احمد رضا نے ”الحجة المومنة“ اور ”انفس النکر“ ایسے رسائل لکھ کر دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنادیا اور دلائل سے ثابت کیا کہ ہندو نہ تو مسلمانوں کا خیر خواہ ہے اور نہ ہی مسلمانوں کا امام بن سکتا ہے۔

نیز یہ کہ مسلمان الگ قوم ہیں اور ہندو الگ قوم، ان کی دور بین نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ مسلمان انگریز کے چنگل سے رہا ہو کر ہندوؤں کے محکوم اور غلام بن کر رہ جائیں گے اس لئے مسلمانوں کو وہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ دونوں سے گلو خلاصی ہو جائے۔

ایک طرف پاک و ہند کے درجنوں ادارے امام احمد رضا کی تصانیف اور ان کی دینی و ملی خدمات پر لکھی جانے والی کتابوں کی اشاعت

میں مصروف ہیں دوسری طرف پٹنہ، جبل پور، علی گڑھ، کراچی، سندھ، اور پنجاب کی یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی کام ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ ابھی حال ہی میں کراچی یونیورسٹی میں امام رضا چیئر قائم کی گئی ہے اسی طرح افریقہ، یورپ، لندن، امریکہ اور شکاگو وغیرہ کی یونیورسٹیوں میں بھی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ غرض یہ کہ امام احمد رضا کی عمیقی شخصیت کا تعارف بین الاقوامی سطح پر ہو رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب علمی دنیا ان کے صحیح مقام سے روشناس ہو جائے گی۔

### کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

۱۳۳۰ھ - ۱۹۱۱ء

امام احمد رضا نے قرآن وحدیث کا بہت ہی وسیع اور عمیق مطالعہ کیا تھا، سورۃ والضحیٰ کی تفسیر لکھنے لگے تو چھ سو صفحات سے تجاوز کر گئی۔ قرآن پاک کا ترجمہ لکھا جسے بلا مبالغہ ان کا عظیم علمی شاہکار قرار دیا جاسکتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ نے بغیر مایا ہے:

”یہ نہ کسی ترجمے کا ترجمہ ہے اور نہ ترجموں کی ترجمانی۔ یہ تو براہ راست قرآن سے قرآن کا ترجمہ ہے۔“

بعض لوگوں نے لغات سامنے رکھ کر قرآن پاک کا ترجمہ لکھ دیا اور یہ نہ دیکھا کہ تقدیس الوہیت شان نبوت و رسالت اور عقائد اہل سنت کا پاس بھی رہتا ہے یا نہیں، مترجم کیلئے صرف لغت عربی سے واقف ہونا کافی نہیں ہے۔ اس کیلئے قرآن وحدیث ارشادات صحابہ اور اقوال سلف کا وسیع اور گہرا مطالعہ ضروری ہے اسے شان نزول اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت بھی ہونی چاہئے اس کے علاوہ مترجم کیلئے ضروری ہے کہ اسے علوم عربیہ، صرف، نحو، معانی، بیان اور بدیع وغیرہ علوم پر عبور حاصل ہو اور عقائد اہل سنت سے پوری طرح باخبر ہو، امام احمد رضا ان تمام امور کے جامع تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نہایت اہم اور نازک ترین مقامات پر جو احتیاط ملحوظ رکھی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔

ذیل میں بطور مثال چند آیات کریمہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

۱: ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“

عام طور پر بسم اللہ شریف کا ترجمہ اس طرح کیا جاتا ہے: ”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔“

”وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا.“  
”اور اگر تمہیں اس کتاب کے بارے میں شک ہے جو ہم  
نے اپنے عہد خاص پر نازل کی۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے قرآن کریم میں شک کیا گیا یوں بھی  
ظاہر ہے کہ بہت سے لوگوں نے قرآن پاک کے بارے میں شک کیا،  
لہذا مطلقاً شک کی نفی کیسے ہوگی؟ علمائے بلاغت اور مسفرین نے اس  
اشکال کے تفصیلی جوابات دیئے ہیں، لیکن امام احمد رضا نے اتنا عمدہ  
ترجمہ کیا ہے کہ یہ سوالات باقی ہی نہیں رہتے۔

”وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں۔“  
غور کیجئے کہ ”وہ بلند مرتبہ کتاب“ کہہ کر پہلے سوال کا جواب  
دے دیا اور ”کوئی شک کی جگہ نہیں“ کہہ کر دوسرے سوال کا جواب دے دیا  
کہ ”فہی“ ظرفیت کیلئے آتا ہے لہذا اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن  
میں کسی کو شک نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ قرآن پاک کسی شک و شبہ کی  
جگہ اور ظرف نہیں ہے کیونکہ عربی زبان سے باخبر کوئی بھی صاحب ہوش  
و خرد قرآن پاک میں غور و فکر کرے تو اسے ماننا پڑے گا کہ یہ کتاب ہر شک  
و شبہ سے ماوراء ہے تو جو لوگ شک میں مبتلا ہیں خود ان کی عقل میں خلل  
ہے، قرآن کریم میں کوئی نقص اور عیب نہیں ہے۔ ذرا یہ ترجمہ بھی دیکھئے  
جس میں ان دو سوالوں میں سے کسی کا بھی جواب نہیں ملتا۔  
”یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔“

۳: ”وَمَا أَهْلُ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ“  
اہل اور استہلال کا لغوی معنی ہے چاند کی تلاش کرنا، چونکہ  
چاند تلاش کرتے وقت اونچی آواز میں باتیں کی جاتی تھیں اس لئے یہ  
دونوں لفظ اونچی آواز نکالنے کے معنی میں استعمال کئے جانے لگے، اس  
اعتبار سے آیت کریمہ کا معنی یہ ہونا چاہئے کہ اور (تم پر حرام فرمائی) وہ  
چیز جس پر غیر اللہ کا نام بلند آواز سے لیا گیا، اس اعتبار سے اگر کسی  
پوچھا جائے کہ یہ عورت کون ہے؟ وہ کہے میری بیوی ہے تو چاہئے کہ  
بیوی اس پر حرام ہو جائے، اسی طرح پوچھا گیا کہ بکر اس کا ہے؟  
کسی نے کہا یہ امجد کا ہے اس پر یہ فتویٰ عائد ہونا چاہئے کہ یہ بکر احرام ہو گیا  
کہ اس پر امجد کا نام بلند آواز سے بولا گیا ہے، حالانکہ یہ بات اتفاقاً  
باطل ہے اسی لئے تمام متقدمین مفسرین نے اس جگہ ایک قید کا اضافہ کیا  
ہے اور فرمایا ہے کہ وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ

کسی بھی اچھے کام کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرنے  
کیلئے بسم اللہ شریف پڑھی جاتی ہے اس ترجمے میں یہ بات ملحوظ نہیں  
رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے پہلے یہ الفاظ آگئے ہیں:  
”شروع کرتا ہوں۔“

اس طرح اللہ تعالیٰ کے نام اقدس سے تو ابتداء نہ ہوئی، پھر یہ  
الفاظ:

”نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔“  
بھی خلاف احتیاط ہیں، عقیدہ توحید کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ  
تعالیٰ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں، جن میں کثرت اور تعدد  
کا شائبہ بھی نہ ہو، نیز اسم جلالت (اللہ) موصوف ہے، اور ”الرحمن  
الرحیم“ اس کی دو صفیں ہیں مرکب توصیفی حکم پر مشتمل نہیں ہوتا، اس کے  
ترجمے میں ”ہے“ یا ”ہیں“ کہنا بے محل ہے۔  
امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

”اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان، رحمت والا۔“  
اس ترجمے کے مطابق جو کام شروع کیا جائے وہ براہ  
راست اللہ کے نام مقدس سے شروع ہوگا، اس امر کا بھی لحاظ رکھا گیا  
ہے کہ یہ مرکب توصیفی کا ترجمہ ہے مرکب کا ترجمہ نہیں ہے۔ بعض لوگ  
کہتے ہیں کہ ”الرحیم“ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے جب کہ اس کے ترجمے  
میں صرف ”رحمت والا“ کہا گیا ہے اور مبالغہ کا معنی ملحوظ نہیں رکھا گیا، یہ  
اعتراض دراصل غور و فکر کی کمی کا نتیجہ ہے۔ ”بہت“ کا لفظ ”مہربان“ اور  
”رحمت والا“ دونوں سے متعلق ہے، گویا ترجمہ میں ایجاز اور اختصار  
کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔

۲: ”ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ.“ (ج: ۲/۲)  
اس آیت میں ایک اشکال تو یہ ہے کہ ”ذَلِكَ“ ایسی چیز کی  
طرف اشارہ کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو دور ہو، قرآن پاک  
تو ہمارے پاس ہے اس کیلئے بعید کا اشارہ کیوں لایا گیا؟ علماء بلاغت  
نے اس کا جواب دیا کہ بعض چیزیں مکانی اعتبار سے دور ہوتی ہیں اور  
بعض بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے رتبے کے لحاظ سے دور ہوتی ہیں، اس  
جگہ اشارہ بعید (ذَلِكَ) بعد رتبہ کی بناء پر لایا گیا ہے۔ دوسرا اشکال یہ  
ہے کہ آیت کریمہ کا معنی بظاہر یہ ہے کہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں  
ہے جب کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

کا نام لیا گیا ہو، علماء دیوبند اس آیت کا ترجمہ کرتے وقت کہتے ہیں۔  
اور ایسے جانور کا بھی جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کیلئے نامزد  
کر دیا گیا ہو (تھانوی صاحب)۔

اس ترجمے کی بناء پر ان کے نزدیک وہ جانور حرام ہو جاتا  
ہے جو کسی بزرگ کے ایصال ثواب کیلئے خریدا گیا ہو یا پالا گیا ہو چاہے  
اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو مشرکین کے بتوں کیلئے نامزد  
کردہ جانوروں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا.“

(۱۶۸/۲)

”اے لوگو! کھاؤ ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں حلال  
پاکیزہ۔“

حیرت کا مقام ہے کہ بتوں کیلئے مشرکوں کے نامزد کردہ  
جانوروں کو مسلمان اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کر لیں تو وہ حلال اور  
اگر بزرگوں کو ثواب پیش کرنے کیلئے جانور پالا جائے، تو حرام، اگرچہ  
اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ہی ذبح کیا جائے۔

امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

”اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے۔“

یہ ترجمہ نہ صرف اکابر مفسرین کے مطابق ہے بلکہ حضرت  
شاہ ولی اللہ تعالیٰ محدث دہلوی کے ترجمہ کے عین مطابق ہے۔

۴: ”إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ.“

(۱۴۲/۴)

بعض لوگ اس کا ترجمہ کرتے ہیں:  
”البتہ منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا  
دے گا۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف دغا کی نسبت کرنا بڑی بے باکی ہے۔

امام احمد رضا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

”بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ تعالیٰ کو فریب  
دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔“

۵: ”وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلرُّسُلِ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا  
أَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي مِلَّتِنَا.“

(۱۴۱/۴)

اس آیت کا ترجمہ کیا گیا ہے:

”اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی زمین  
سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ۔“  
کسی نے اس طرح ترجمہ کیا:

”یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں۔“

پھر آ جاؤ، یا لوٹ آؤ کے الفاظ میں غور کیجئے کیا اس کا مطلب  
یہ نہیں؟ کہ معاذ اللہ! رسولان گرامی بھی پہلے کافروں کے دین پر تھے،  
جن دوسری آیات میں ”لنعودن“ واقع ہوا ہے ان کا بھی ایسا ہی ترجمہ  
کیا گیا ہے، دراصل ”عساد، یعود“ کبھی فعل تام ہوتا ہے اور اس کا معنی  
لوٹنا اور رجوع کرنا ہوتا ہے اور بعض اوقات فعل ناقص ہوتا ہے اس وقت  
اس کا معنی ہو جانا ہوتا ہے۔ ان مترجمین کو یہ بات سمجھ میں نہیں آ سکی کہ  
اس جگہ یہ فعل ناقص ہے تام نہیں ہے۔

امام احمد رضا کا صاف اور شفاف ترجمہ یہ ہے:

”اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ضرور تمہیں  
اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ۔“

یہ ہے قرآن فہمی اور اسے کہتے ہیں عرفانی بصیرت۔

۷: ”وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ.“

(۲۳/۱۲)

”اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور  
ان کو بھی عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا اگر رب کی دلیل کو انہوں نے نہ  
دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہو جانا عجب نہ تھا۔“

صاف مطلب یہ ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو کچھ خیال  
تو ہو گیا تھا، زیادہ خیال نہیں ہوا اور یہ اہل سنت کے اجماعی عقیدے  
عصمت انبیاء کے خلاف ہے، پھر یہ ترجمہ، ضرورت سے زیادہ طویل  
ہے، نیز ”لولا“ کو ماقبل سے جدا کر کے الگ جملہ شرطیہ بنا دیا گیا ہے  
حالانکہ وہ ماقبل سے متصل ہے اور ”وہم بہا“ اس کی جزاء پر دال ہے۔  
اس کے برعکس امام احمد رضا کا ترجمہ پڑھئے جو سیاق آیت کے مطابق،  
مختصر اور مسلک اہل سنت کا ترجمان ہے:

”اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی ارادہ

کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔“

۷: ”حَتَّىٰ إِذَا سَتَيْتَ السُّلَّ وَطَلُوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا.“

(۱۱۰/۱۳)

”یہاں تک کہ ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا۔“

حضرت عروہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسولوں نے گمان کیا کہ انہیں جھوٹ کہا گیا تھا؟ انہوں نے فرمایا معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) رسولوں کی یہ شان نہیں کہ اپنے رب کے بارے میں یہ گمان کرتے۔

(”بخاری شریف عربی“ جلد: ۲، صفحہ: ۶۸۰)

امام احمد رضا کا ترجمہ دیکھئے:

”یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا۔“ (یعنی بدگمانی کی نسبت قوموں کی طرف سے نہ کہ رسولوں کی طرف)

۸: ”قَالَ هَؤُلَاءِ بَنِيَّ اِنْ كُنْتُمْ فَعِلَيْنَ“ (۷۱/۱۵)

”بولایہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرتا ہے۔“

پس منظر یہ ہے جب عذاب کے فرشتے نوجوان لڑکوں کی صورت میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو کفار اپنے ہم جنسی کے شوق میں ان کے پیچھے دوڑے ہوئے آئے، اس پر حضرت لوط علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا جو اس آیت میں مذکور ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کوئی بھی شریف آدمی اپنے مہمانوں کے تحفظ کیلئے جان تو دے سکتا ہے۔ مگر اپنی بیٹیوں کو پیش کردینا شرعاً جائز ہے اور نہ عقلاً، پھر ایک جلیل القدر نبی سے یہ بات کیسے متصور ہو سکتی ہے؟

امام احمد رضا کا ترجمہ دیکھئے انہوں نے ترجمہ ہی میں اس مشکل کو حل کر دیا ہے:

”کہا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے۔“ یعنی اگر جنسی خواہشات کا تم پر اتنا ہی غلبہ ہے تو انہیں پورا کرنے کیلئے تمہاری بیویاں موجود ہیں، پھر ناجائز راستہ کیوں اختیار کرتے ہو؟ قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں کہہ کر کمال شفقت کا اظہار ہے اور زور بیاں بھی پیدا کیا گیا ہے۔

۹: ”فَطَنُّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ“ (۸۷/۲۱)

اس ترجمہ کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کا خیال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر قابو نہ پاسکے گا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار ہے جو کفر ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس کفر کی نسبت حضرت یونس علیہ

السلام کی طرف جارہی ہے۔ (”لسان العرب“ جلد: ۵، صفحہ: ۷۷) حالانکہ ”قدر یقدر“ کا معنی جیسے قادر ہونا آتا ہے اسی طرح تنگی کرنا بھی آتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

”يُسِّطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ“

(۸۲/۲۸)

”اللہ تعالیٰ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کیلئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے۔“

”پیش نظر آیت میں بھی ”یقدر“ اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے، اسی لئے۔ امام احمد رضا نے یوں ترجمہ کیا:

”تو گمان کیا (یونس علیہ السلام) نے کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔“

۱۰: ”وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى“ (۷۴/۹۳)

”اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سوجھائی۔“

غور کیا جائے تو یہ ترجمہ ذوق ایمانی پر انتہائی گراں گزرتا ہے۔ وہ ذات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو تمام عالم انسانیت کیلئے رہبر و رہنما ہیں ان کے لئے معصومیت کا عقیدہ رکھتے ہوئے ایسے الفاظ استعمال کرنے کا کیا جواز ہے؟ اصل میں مغالطہ اس لئے واقع ہوا کہ ضلالت کا ایک معنی گمراہی ہے تو ترجمہ کرنے والوں نے بے سوچے سمجھے کہہ دیا بھٹکتا ہوا، اس طرف توجہ نہ کی کہ اس کا معنی محویت بھی تو ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں برادران یوسف علیہ السلام کا قول منقول ہے:

”فَانْكَرَ لِفَتًى ضَلَّكَ الْقَدِيمُ“ (۹۵/۱۲)

”آپ اپنی پرانی خود رنگی میں ہیں۔“

اسی لئے امام احمد رضا نے یوں ترجمہ کیا:

”اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔“ اس ترجمہ میں مقام رسالت کی عظمت کا احترام بھی ملحوظ ہے اور ادبی اعتبار سے بھی قابل صد ستائش ہے۔

امام احمد رضا کے ترجمہ ”کنز الایمان“ کے محاسن پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ہم نے اختصار کے پیش نظر چند آیات کے تراجم کا تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک پڑھنے، اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

# حضورِ تاجِ گنج بخش، جویری

ڈاکٹر عبد النعم عزیزی بریلوی شریعت

علیہ حضرت شیخ ابو جعفر محمد بن المصباح الصید لانی زحمة اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبد اللہ اگر گانی زحمة اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے اساتذہ میں شمار کیا ہے۔ سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ ”سیر وانی الارض“ کے ارشاد باری کے مطابق اپنی عمر کا بیشتر حصہ سفر میں گزارا۔

گورنر پنجاب رائے راجپوری پر شاد بہت ممتاز اور مشہور شخصیت کا مالک تھا۔ رائے راجپوری پر شاد کے قبول اسلام کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن ایک دودھ بیچنے والی عورت دودھ کا مٹکے سر پر رکھے ہوئے اُس طرف سے گزر رہی تھی۔ آپ نے اس عورت سے کہا کہ یہ دودھ ہم کو دیداد اور اس کی قیمت لے لو۔ اُس عورت نے کہا کہ یہ دودھ تو مجھے رائے راجپوری پر شاد کو دینا پڑتا ہے۔ میں آپ کو نہیں دے سکتی، چونکہ اگر ہم سب دودھ بیچنے والے اس کو دودھ نہ پہنچائیں تو جانوروں کے تھنوں (پستانوں) سے بجائے دودھ کے خون آنے لگتا ہے۔

آپ اُس عورت کا یہ جواب سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ: ”اگر تم یہ دودھ ہمیں دے دو گی تو تھنوں سے خون نہیں آئے گا بلکہ جانور دودھ بھی بہت دیں گے۔“

چنانچہ یہی ہوا جب وہ عورت شام کو اپنے جانوروں کو دھونے لگی تو گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے اور پھر بھی دودھ ختم نہیں ہوا یہ خبر بجلی کی طرح سارے قُرب و جوار میں پھیل گئی۔ اور پھر جتنے لوگ بھی اپنا اپنا دودھ آپ کی خدمت میں لے جاتے اُن سب کے جانور بے حساب دودھ دیتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔“

امام ارباب طریقت، پیشوائے اہل حقیقت، واقفِ رموز معرفت حضرت شیخ علی جویری زحمة اللہ تعالیٰ علیہ اہل بصیرت کے مقتدا اور اِس گروہ کے اُن اکابر اولیاء میں سے ہیں جن پر زمانہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ سب سے پہلے جس نے برصغیر پاک و ہند میں نور اسلام کی شمع روشن کی وہ آپ ہی کی مقدس شخصیت ہے۔ آپ نے پانچویں صدی ہجری میں اس سرزمین کے شمال مغربی حصہ میں اسلام کا پرچم لہرایا جہاں سے اس خطے میں نور معرفت کا وہ دھارا پھوٹا کہ جس نے بھی اس چشمہ سے روحانیت کا ایک مقدس اور شیریں جام نوش کیا قدرت نے اس پر رحمت کی جھڑی لگا دی۔

آپ کا اسم گرامی علی اور کنیت ابوالحسن ہے۔ شاہانِ غزنیہ کے زمانہ میں حضرت زید بن جسی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے ایک بزرگ سید عثمان جلابی زحمة اللہ تعالیٰ علیہ غزنی تشریف لائے تھے ۴۰۰ ہجری میں انہی کے یہاں آسمان ولایت کا یہ بدرِ کامل طلوع ہوا۔

آپ نے حضرت شیخ ابوالحسن بن الحسن خلی زحمة اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی جو حضرت ابوالحسن مصری زحمة اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں سے تھے شریعت اور طریقت کے اِس نیر درخشاں نے جس کسی کو معرفت اور سلوک میں کامل دیکھا اس سے اکتسابِ فیض کیا۔

چنانچہ ”کشف المحجوب“ میں آپ نے حضرت ابوالحسن قشیری زحمة اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت خواجہ ابوالفضل خلی زحمة اللہ تعالیٰ

”اور ”منہاج البیان لابل الصفیاء“ وغیرہ کا بھی ”کشف المحجوب“ سے پتہ چلتا ہے۔

آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے دلوں میں ایمانی ولولہ تازہ ہوتا ہے جو انسان نیکی کی راہ دکھاتا اور گمراہ لوگوں کو اُن کے پڑھنے سے راہ ہدایت نصیب ہوتی ہے اس لئے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سبزی زحمة اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی ذات برکات کے متعلق فرمایا:

سج بخش فیض عالم مظهر نور خدا  
ناقصاں را پیر کامل، کاملان را رہنما!

سیدنا حضرت علی ہجویری زحمة اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک کلمہ گنجینہ معرفت اور خزانہ رشد و ہدایت ہے۔ شتہ نمونہ از خروارے کے طور پر آپ کے چند اقوال و فرمودات تحریر کئے جاتے ہیں:

۲: فقیر کیلئے لازم ہے کہ بادشاہوں یا حاکموں کی جان پہچان اور ان سے میل جول کو اڑدہا اور سانپ کی ہمنشین اور دوستی خیال کرے چونکہ جب فقیر کو بادشاہ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو اُس کا آخرت کا سامان سفر اور توشہ برباد ہو جاتا ہے۔

۳: تجھے لازم ہے کہ نفسانی خواہشات کی طرف مائل نہ ہو۔  
۴: اگر کسی مزار یا قبر پر تیرا گذر ہو تو کلام الہی پڑھ کر اس کو بخش دے تاکہ اُسے آرام نصیب ہو اور وہ تیرے حق میں دعا کرے۔

۵: اگر کسی کی کجیور کی گتھلی بھی تیرے پاس ہو تو اس کے حوالے کر دے اور اپنے پاس نہ رکھ۔

۶: جب دوست کا کوئی بھید تجھے حاصل ہوا تو اسے باہر نہ پھینک اور اُس سے بیزار نہ ہو کیونکہ اس سے تیرا بھلا ہوگا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ جب منصور حلاج نے دوست بھید کا ایک ذرہ ظاہر کیا تو اسکے بدلے اُسے سردینا پڑا اور اسکی معرفت خاک میں مل گئی۔

۷: اگر کوئی مشکل پیش آئے تو والدین کی قبر پر جا کر دعا کرے تو اُس کی مشکل حل ہو جائے گی۔

۸: نفس کا فر ہے جو حسب ذیل باتوں کے بغیر نہیں مرتا۔ حق کی

آپ کی اس کرامت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب دودھ والوں نے رائے راجپوری پر شاد کے پاس جانا بند کر دیا اور لوگ جوق در جوق دُور دراز مقامات سے آپ کی خدمت میں آنے لگے رائے راجپوری بھی پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا ہمارا دودھ تو بند کر دیا اب کوئی اور کمال دکھائیے! آپ نے فرمایا:

”میں کوئی جادوگر تو ہوں نہیں جو کمالات دکھاؤں باقی اگر تم کچھ جانتے ہو تو دکھاؤ۔“

رائے راجپوری نے اپنے کرشمے دکھانے شروع کئے یہاں تک کہ وہ ہوا میں اُڑنے لگا۔ جب وہ ہوا میں اُڑ رہا تھا تو آپ نے اپنی جوتی اُس کی طرف پھینکی اور وہ جوتی اُس کے سر پر لگی جب حق کے سامنے باطل کی پیش نہ گئی تو اُس نے آپ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ اسکے بعد آپ اُس کے باطنی اور روحانی اصلاح فرماتے رہے اور اُس کو شیخ ہندی کا خطاب فرمایا۔

آپ کا ایک بڑا یادگار کارنامہ آپ کی مشہور زمانہ تصنیف ”کشف المحجوب“ ہے جس کے ذریعہ آپ نے سربستہ روحانی رموز و نکات کو آشکار فرمایا اور سلوک و معرفت کے اُن مقامات کی نشاندہی کی جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ تھے جس کے بارے میں قطب الاقطاب حضرت شاہ نظام الدین اولیاء زحمة اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”کشف المحجوب“ از کتب عبقرہ مشہور دریں فن است و لطائف و حقائق دریں کتاب جمع کردہ است۔“

اس تصنیف کے ذریعہ حضرت شیخ ہجویری زحمة اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلی بار اسلامی تصوف کو ہندوستان میں پیش کیا ہے۔ اس کتاب کے ابواب میں علم اور علم کی اقسام، فقہ اور فقہ کی ماہیت، تصوف کی حقیقت، لفظ صوفی کی وجہ تسمیہ، صوفیوں کے لباس، فقر و صفوت اور ملاعت نمبر ۴، صوفیانہ نقطہ نگاہ سے صحابہ کرام اہل بیت، اہل صفہ، تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صوفیہ کرام، ان کے مختلف فرقوں، عقائد اور اُن کے مسلک کے اصول نہایت محققانہ انداز میں بیان کئے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف مثلاً ”کشف الاسرار

مدد خاموشی، بھوک، تنہائی ترک میل جول اور تنہائی میں خدا کو یاد کرنا۔

۹: تمہارے ہاتھ پاؤں بھی تمہارے دشمن ہیں جب تم مر جاؤ گے تو تمہارے ہاتھ پاؤں کہیں گے تم بری جگہ کیوں گئے تھے۔ ہاتھ کہیں گے تم نے غیر کی چیز کو کیوں چھوا۔ آنکھیں کہیں گی تم نے کیوں بُری نگاہ سے دیکھا۔

۱۰: دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔ توبہ گناہ کو، جھوٹ رزق کو، چغلی عمل کو، غم عمر کو، صدقہ بلا کو، غصہ عقل کو، پچھتا نا سخاوت کو، تکبر علم کو، نیکی بدی کو، اور ظلم عدل کو۔

۱۱: مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنے سے خدا شناسی حاصل ہوتی ہے۔

۱: جب نماز ادا کرو تو اپنے دل کو قابو میں رکھو۔

۲: جماعت کے یار بنے رہو۔

۳: جب کسی کے گھر جاؤ تو اپنی آنکھ کو محفوظ رکھو۔

۴: جب خلقت کے پاس آؤ تو زبان کی نگہداشت کرو۔

۵: اللہ تعالیٰ بلند و بزرگ کو فراموش نہ کرو۔

۶: موت کو نہ بھلاؤ۔

۷: جو نیکی کسی کے حق میں کرو اُسے بھول جاؤ۔

۸: بدی جو تم سے کی جائے اُسے فراموش کر دو۔

۱۲: آپ نے ارکان دین کی پابندی کی سختی سے تاکید فرمائی ہے نماز کیلئے طہارت کو اولین فرض قرار دیا ہے اور نماز کی فرضیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

”نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ طالبانِ حق اسی سے راہ پاتے ہیں اور اس میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔“

پھر اپنے مریدوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”نماز قربِ الہی کا سب سے آسان ذریعہ ہے۔“

روزے کے بارے میں فرمایا کہ:

”صرف کھانے پینے سے بازرہ نہ بنیے بچوں اور بوڑھی عورتوں کے لئے حکم ہے۔ روزہ دراصل لہو و لعب، غیبت اور حرام چیزوں سے بچنے کا نام ہے۔ غرضیکہ آپ نے اسی طرح دیگر ارکان کی پابندی

کو منازلِ سلوک طے کرنے کیلئے لازمی قرار دیا ہے۔

جس طرح آپ کی زندگی میں آپ کی شخصیت مرجعِ خلافت تھی۔ دن کو طالبِ علموں کو درس دیتے اور رات کو طالبانِ حق کو تلقینِ رشد و ہدایت فرماتے۔ ہزاروں جاہل آپ کے درس سے عالم، ہزاروں کافر مسلمان، ہزاروں ناقص کامل اور ہزاروں فاسق نیکو کار بن گئے۔ اسی طرح آج بھی آپ کا مزار پُر انوار مرجعِ خلافت بنا ہوا ہے۔ جہاں ہر چار سمت سے لوگ اس بے تاج بادشاہ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں جسے مانگنے والے داتا۔ پانے والے گنج بخش اور بھٹکے ہوئے پیر کامل کہتے ہیں۔ جس کے در سے فیض کے چشمے جاری ہوتے ہیں اور جس کی چوکھٹ سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔ جس کی گدائی میں دل کی بادشاہی ملتی ہے اور جس کے مدفن سے لاہور کی نگری کی قسمت جاگتی ہے۔

داتا زخنة اللہ تعالیٰ علیہ کادر بار و شنیوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ فضا معطر ہے۔ خلقِ خدا کا ہجوم ہے لوگ آتے ہیں اور اس بوریہ نشین کے مرقد کی ایک جھلک دیکھ کر اپنی نظروں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں:

سید ہجویر زخنة اللہ تعالیٰ علیہ مخدوم ام

مرقد	او	پیر	سنجرا	حرم!
بند ہائے	کوہ سار	آساں	گنج	
درزین	ہند	ختم	سجدہ	ریخت
عہد	فاروق	از	جمالش	تازہ شد
حق	زحرف	او	بلند	آواز شد
پاسبان	عظمت	ام	الکتاب	
از	نگاہش	خانہ	باطل	خراب
خاک	پنجاب	از دم	اور	زندہ گشت
صبح	ما	از	مہر	او
				تابندہ گشت

# امام احمد رضا اور غلام احمد قادیانی

حکیم سید امین الدین

کاموں سے پُر ہیں۔

اسی قاتل دور میں دیوبند کے ایمان لیوا فتنہ کے ساتھ ساتھ ایک اور فتنہ نے سر اُبھارا۔ یہ تھا ”فتنہ قادیان“ اس فتنہ کیلئے دروازہ دراصل دیوبندی نے کھولا تھا۔ (۱)

عقیدہ ختم نبوت کے انکار کا فتنہ قادیان کے ایک جادوگر، دین و ایمان کے غارت گر، سب بارگاہِ فرنگ، دین و ملت کے ننگ، ۱۹ ویں صدی عیسوی کے دجال، اجمہل الجہال، پاسہاں گرجا، مرزا غلام احمد قادیانی کا جنم دیا ہوا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کون؟

مرزا غلام احمد صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔

مرزا غلام احمد نے اپنی تاریخ پیدائش کی بابت اس طرح لکھا ہے۔

”اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ سترہ برس میں تھا اور ابھی ریش و بردت کا آغاز نہیں تھا۔“ (۲)

مرزا باقاعدہ کسی مدرسہ کا تعلیم یافتہ نہیں تھا۔ گھر پر ہی ابتدائی فارسی و عربی پڑھی تھی۔ حدیث و فقہ اور تفسیر دوسرے دینی علوم سے بے بہرہ تھا۔ (۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

امام احمد رضا کا دور (۱۸۵۶ء تا ۱۹۲۱ء) اسلام اور مسلمانان برصغیر کیلئے بڑا ہی قاتل دور تھا۔ بڑے بڑے مسٹر، ملا اور لیڈر خریدے جا رہے تھے اور یہ بڑے شان سے فرنگی بازار میں بک رہے تھے۔

علی گڑھ اور ندوہ کی تعلیمی تحریکات اور ان خوشمتا تحریکوں کی آڑ میں نیچریت اور صلحِ کلیت کی اشاعت ہو رہی تھی۔ تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت کے پردے میں مسلمانوں کو سیاسی، تہذیبی، مذہبی اور اقتصادی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر مفلوج و ناکارہ بنا دینے کی سازش کے جال بچھائے ہوئے تھے۔

دوسری جانب آریہ سماجیوں، سناٹن دھرمیوں اور پارسیوں کی مذہبی چھیڑ چھاڑ بھی مسلمانوں سے جاری تھی۔ لیکن سب سے خطرناک، جان لیوا نہیں بلکہ ایمان لیوا فتنہ، دیوبند کا فتنہ تھا۔

دیوبند کے عناصر اربعہ، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انیسٹروی اور قاسم نانوتوی نے تقدیس الوہیت اور عصمت رسالت پر جس قدر کاری ضربیں لگائیں، اسلامی عقائد کی جس قدر دھجیاں بکھیریں اور مسلمانوں کو دین و سنیت سے توڑ کر گمراہی کے غار میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیا اور آج بھی اُن کی لگائی ہوئی آگ کی لپٹیں جس طرح دین و ملت کو جھلسانے میں ہیں اُٹھ رہی ہیں۔ اس سے سارا زمانہ واقف ہے۔ تاریخ اسلام کے کالے صفحات انہی کے ناموں اور کالے

۱: قاسم نانوتوی (م ۱۲۹۴ھ) نے تحذیر الناس میں لکھا۔ ”بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی پیدا ہوتا تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔“

۲: ”کتاب البریہ“ ص: ۱۳۲، ۱۳۵، از مرزا غلام احمد

۳: ملخصاً، آئمہ تلبیس از رفیق دلاوری، ص: ۵۵



مرزا ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک سیالکوٹ (پنجاب) کے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ملازمت وکیل اس نے دوران ملازمت ہی عیسائیوں سے مناظرے شروع کر دیئے تھے اور ساتھ ہی ساتھ اُن سے خفیہ ملاقاتیں بھی کرتا رہتا تھا۔ ملازمت سے مستعفی ہونے کے بعد اُس نے لاہور میں رہائش اختیار کی۔ یہاں پادریوں سے مناظرانہ چھیڑ چھاڑ کیساتھ ساتھ آریہ سماجیوں سے بھی مناظرانہ نمائش بازی شروع کر دی اور اشتہار بازی و پروپیگنڈے سے کام لیکر خود کو خادم دین اور نمائندہ اسلام ظاہر کرتے ہوئے شہرت حاصل کرتا رہا اور بھولے بھالے مسلمانوں کے بچے ہیر و بھنار ہا۔ (۱)

لاہور سے یہ پھر قادیان لوٹا اور وہاں سے اشتہار بازی کے ساتھ آریہ سماجیوں سے مناظرانہ نمائش کا سلسلہ شروع کر دیا۔ قادیان میں اس نے ہندو محرزین کو اپنے قریب کیا۔ ان کیلئے لنگر خانہ جاری کیا۔ ان کے لئے پیشین گوئیاں کرنے لگا اور اپنے لئے ایک خلوت کدہ قائم کر کے الہام کا ڈرامہ رچایا۔ اس نے اپنے الہامات باضابطہ تحریر میں لانے کیلئے شیم لال نامی ایک نو عمر لڑکے کو ملازم رکھا۔ (۲)

### براہین احمدیہ ۱۸۸۰ء:

مرزا غلام احمد کو مصنف بننے کی سوچھی ۱۸۷۹ء میں اس نے اپنی کتاب کا نام ”البراہین الاحمدیہ ھیتہ الکتاب القرآن والنبوۃ المحمدیہ“ تجویز کیا۔

کتاب کی اشاعت سے قبل زبردست پبلٹی کی گئی۔ اس کتاب کی اشاعت کیلئے نواب لوہارو، نواب حیدر آباد کن، شاہجہان بیگم والیہ بھوپال، وزیر اعظم ریاست پٹیالہ، وزیر اعظم ریاست بہاول پور، وزیر ریاست نال گڑھ وغیرہ نے مالی امداد کی۔ بڑے ساز کے ۵۶۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب قسط وار ۴ حصوں میں ۱۸۸۰ء سے

۱۸۸۳ء تک شائع ہوتی رہی۔ یہ کتاب پنڈتوں، پادریوں، وزرائے ریاست و والیان ریاست اور احکام وغیرہ کو بھی بھیجی گئی۔ اس کتاب کیساتھ اُردو اور انگریزی زبانوں میں اشتہار بھی بھیجے گئے جس میں یہ مضمون بھی چھپا تھا:

”میں مامور من اللہ ہوں یعنی صداقت اسلام کیلئے معمور ہوا ہوں اور تمام دیگر مذاہب کو مطمئن کرنے کیلئے تیار ہوں۔“ (۳)

### دعویٰ مجددیت ۱۸۸۹ء:

مرزا غلام احمد نے ”براہین احمدیہ“ کی اشاعت کے بعد جلدی جلدی دعویٰ شروع کر دیئے۔ مامور من اللہ کے بعد مجددیت کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد پیر بن کر مرید کرنا شروع کر دیا۔

### بیعت کی بنیادی شرط:

مرزا جس کسی کو بیعت کرتا تھا اس سے انگیریز بہادر کی حکومت کی اطاعت اور وفاداری کا عہد ضرور لیتا تھا۔ مرزا نے اس مقصد کیلئے ایک رسالہ بنام ”تبلیغ مع شرائط بیعت“ مرتب کیا تھا جس میں یہ درج تھا:

”سرکار انگریزی کی وفاداری کروں گا۔“

یہ رسالہ اس کے مریدوں میں وقف و قفا چھپ کر تقسیم ہوتا رہتا تھا۔ ہر اشاعت پر اس کی کاپیاں گورنمنٹ کو بھی بھجوائی جاتی تھیں۔ (۴)

### مثل مسیح اور مسیح موعود:

۱۸۹۰ء تک مرزائے قادیان نے جواہم دعویٰ کئے اس میں مامور من اللہ، مجدد اور محدث ہونے کے دعوے اہم ہیں۔ ان دعوؤں کے بعد اس نے جلدی مثل مسیح اور فوراً بعد مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا:

۱: ”مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شیخ والدر روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہراتا تب خدا تعالیٰ خود

۱: ”ملخصاً“ ایضاً، ص: ۲۵۷

۲: ”ملخصاً“ تاریخ محاسبہ قادیانیت از خالد شبیر احمد، ص: ۳۶

۳: ”ملخصاً“ تاریخ محاسبہ قادیانیت از خالد شبیر احمد، ص: ۳۵

۴: میر قاسم علی قادیانی نے اپنے تالیف تبلیغ رسالت“ جلد ہفتم، ص: ۱۶ پر مرزا غلام احمد قادیانی کی درخواست بغداد گورنر کو درج کیا ہے۔ ”درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مؤرخہ ۲۴، فروری ۱۸۹۸ء“ خود غلام احمد نے اپنی کتاب ضمیمہ کتاب البریہ کے، ص: ۹ پر بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔

اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس نے اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا۔ (۱)

۲: سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل ”براہین احمدیہ“ میں بہ بسط تمام مندرج ہیں۔ حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اس فطری مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر عاجز بھیجا گیا تاکہ صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کے توڑنے اور خزیروں کے قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اتر اہوں، اُن پاک فرشتوں کیساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔“ (۲)

اس طرح اس نے اپنی تصانیف ”فتح اسلام“ تو ضیح مرام اور تحفہ گولڑویہ وغیرہ میں بھی خود کو مسیح موعود لکھا ہے۔

### دعویٰ نبوت ۱۹۰۰ء:

بالآخر مرزائے قادیان نے ۱۹۰۰ء میں اپنی نبوت کا بھی دعویٰ کر دیا:

۱: ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (۳)

۲: ”میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں، پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم سچا مانتے ہو۔“ (۴)

حقیقت الوحی اور متممہ حقیقت الوحی وغیرہ میں بھی اس نے یہی بکواس کی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی تصدیق سب سے پہلے اس کے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود اور ایک شخص عبدالکریم نامی نام نہاد مولوی نے کی جو مسجد قادیان کا خطیب تھا۔ (۵)

### گستاخی اور دریدہ دہنی کی انتہا:

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کے دعوے کے بعد خود کو معاذ اللہ خدا بھی کہہ دیا:

”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔“ (۶)

مرزائے قادیان نے خود کو فرزند خدا بھی کہا۔ خدا کو نمازی، روزہ دار اور سونے جانے والا بتا کر اور اسے خالی کہہ کر بندوں کی صف میں لا کھڑا کر دیا۔ (معاذ اللہ) (۷)

مرزا غلام احمد نے کتاب ”ایک غلطی کا ازالہ“ اور دیگر تصانیف میں سرکار رسالت مآب خاتم الانبیاء سرکارِ مدینہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سخت گستاخیاں کیں۔ (۸) دیگر انبیائے کرام علیہم السلام، سیدنا صدیق اکبر، حضور علی المرتضیٰ اور سیدنا امام حسن زحی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بارگاہ ہوں میں بھی دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا جنہیں لکھتے ہوئے وجود سے لے کر قلم تک لرزاتے ہیں۔ (۹)

### فرنگی ڈاکشن اور قادیانی ایکشن:

جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے کہ فتنہ قادیان کے پس پشت فرنگی ذہن کا مکرر ہاتھ تو اس سلسلے میں صرف ایک شہادت پیش کی ہے جو بہت کافی ہے آغا شورش کا شمیری اپنی کتاب ”تحریک نبوت“ کے صفحات ۲۲، ۲۳ پر لکھتے ہیں:

۱: ”ازالہ اوہالہ“ از غلام احمد قادیانی

۲: ”فتح اسلام“ از غلام احمد قادیانی، ص: ۹

۳: دافع البلا از احمد قادیانی

۴: ”ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی“ ص: ۱۰ (مندرجہ اخبار شمارہ ۱۹، اپریل ۱۹۰۸ء)

۵: ”حقیقت النبوة“ از بشیر الدین محمود، ص: ۲۰۱، ۲۰۰ و ”تاریخ محاسبہ قادیانیت از خالد شبیر احمد، ص: ۷۹

۶: ”کتاب البریہ“ از غلام احمد قادیانی، ص: ۱۰۳

۷: غلام احمد قادیانی: حقیقت الوحی، ص: ۱۰۳، ۸۶، ”البشری“ جلد دوم، ص: ۸۹

۸: ”اخبار الفضل قادیان“ جلد: ۲، ص: ۱۰، مؤرخہ ۱۵، جولائی ۱۹۱۵ء، رسالہ ریویو آف ریلی جنس ۱۴ نمبر: ۳، ص: ۱۱۳، واعجاز احمدی،

ص: ۷۱، از غلام احمد قادیانی و اخبار بدر نمبر ۴۳، جلد نمبر: ۲، ص: ۱۲ وغیرہ

۹: ”حقیقت الوحی“ ازالہ اوہام، براہین احمدیہ، ضمیمہ انجام آتھم وغیرہ از مرزا غلام احمد قادیانی

صلیبی جنگ کا آغاز کر کے مسلمانوں پر مسلط کیا تھا اس کے نتیجے میں وہابی مذہب وجود میں آیا۔ انگریز جاسوس ڈان ہمفرے نے محمد ابن عبدالوہاب نجدی کو کس طرح اس نئے مذہب کی بنا رکھنے پر تیار کیا اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس مذہب نو اور اسلام میں فتنہ برپا کرانے کا سہرا فرنگیوں کے سر ہے۔

اس کے بعد انہیں عیار فرنگیوں نے لارنس کے ذریعے عرب میں وہابی حکومت قائم کرائی۔ ترکی کو حرمین طہیین کی تولیت اور خاد میت سے محروم کرایا۔ عالم اسلام میں اضطراب و انتشار برپا کرایا اور نئے نئے فتنے مسلط کئے۔ ترکی کو یورپ کا مرد بیمار بنایا جس کی علالت کا سلسلہ تاہنوز برقرار ہے۔

مدرسہ دیوبند کے قیام اور دیوبند کے عناصر راجہ کی، چہرہ اسلام کو مسخ کرنے اور تقدیس رسالت کو پامال کرانے وغیرہ میں اس فرنگی کا منصوبہ اور اس کا صلیبی ذہن کام کر رہا تھا۔ اس سر صلیبی جنگ کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور اب اس کی قیادت امریکہ کر رہا ہے۔

مرزا غلام احمد خاندانی غلام فرنگ اور دین و ملت کا ننگ:

۱۸۵۷ء کی انقلابی جنگ میں مرزائے قادیان کے خاندان نے مسلمانوں کیساتھ جنگ و جدال کیا اور انگریزوں کی مدد کی۔ جنرل نکلسن نے مرزا غلام احمد کے بڑے لڑکے مرزا غلام قادر کو وفاداری دی تھی، جس میں تحریر تھا کہ:

”اُن کا خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔“

مرزا غلام احمد نے خود بھی مسلم دشمنی اور انگریز کی غلامی اور وفاداری کا اعتراف اپنے ایک اشتہار۔ اشتہار واجب الاظہار مؤرخہ ۳ ستمبر ۱۸۹۶ء ص ۳۰ تا ۶۱ بحقہ بکتاب البریہ میں کیا ہے۔

عبرت ناک موت:

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت وہابی بیڑے میں ہوئی۔ اسے دست کیساتھ جو قے آتی تھی اس میں غلاظت بھی ہوتی تھی۔ آخر میں

”انگلستان کی حکومت نے ہندوستان سے برطانوی عمال کی ان یادداشتوں کا جائزہ لینے اور صورت حال کا بلا واسطہ مطالعہ کرنے کیلئے ۱۸۶۹ء کے شروع میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، بعض انگلستانی اخبار کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ وفد کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتہ چلائے کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کیونکر پیدا کی جاسکتی ہے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سلب کر کے انہیں کس طرح رام کیا جاسکتا ہے۔ اس وفد نے واپس جا کر "THE ARRIVAL OF BRITISH EMPIRE IN INDIA" (ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد) کے عنوان سے رپورٹ لکھی۔

انہوں نے لکھا:

”ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروی کا رہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اشاک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفاد کے لئے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔

مرزا غلام احمد ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ (پنجاب) پکھری میں ایک معمولی تنخواہ پر ۱۸۶۴ء تک ملازم رہا۔ ملازمت کے دوران سیالکوٹ کے پادری مسٹر ٹلرا ایم۔ اے سے رابطہ کیا۔ وہ اس کے پاس عموماً آتا اور دونوں اندرون خانہ بات چیت کرتے۔ ٹلر نے وطن جانے سے پہلے اس سے تخلیکہ میں کئی ایک طویل ملاقاتیں کیں۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا۔ اس سے کچھ کہا اور انگلستان چلا گیا۔ ادھر مرزا صاحب استعفیٰ دے کر قادیان آگئے۔ اسکے تھوڑے عرصے بعد مذکورہ وفد انگلستان پہنچا اور واپس لوٹ کر مجوزہ رپورٹیں مرتب کیں۔ ان رپورٹوں کے فوراً بعد ہی مرزا صاحب نے اپنا سلسلہ شروع کر دیا۔ برطانوی ہند کے سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لئے طلب کیا ان میں سے مرزا صاحب نبوت کیلئے نامزد کئے گئے۔“

برطانیہ نے ۱۸ ویں صدی عیسوی سے جس خاموش اور سرد

اس نے اپنی بیوی کی چار پائی کے پاس پاخانہ کیا۔ دست کیساتھ قے میں منہ سے غلاظت نکلی اور اس طرح یہ کذاب اعظم اور دجال قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واصل بہ جہنم ہو گیا۔

اس نے خود اپنی تحریروں میں بیٹے کو قہر الہی کی نشانی قرار دیا اور لکھا تھا کہ یہ بطور عذاب سرکشوں پر نازل ہوتا ہے۔ آخر یہ قہر و غضب اس پر ٹوٹا اور دنیا پر اس کی سرکشی اور بد مذہبی کو ظاہر کر گیا۔

### محاسبہ کی ابتداء:

مرزا غلام احمد کے محاسبے اور رد کی ابتداء ۱۸۸۰ء سے ہی ہو گئی تھی۔ تیزی ۱۸۸۵ء میں آئی معاصر علمائے اہلسنت کے علاوہ دوسرے فرقوں کے مولویوں نے بھی اس کا محاسبہ اور رد کیا۔

حضرت سید پیر محمد علی شاہ صاحب گوڑوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی اس کے رد اور تکفیر و ارتداد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے اس کے رد میں رسالہ ”شمس الہدایت فی اثبات حیات مسیح“ شائع فرما کر ملک بھر میں پھیلا یا جس سے مرزا اور مرزائیوں میں کھلبلی مچ گئی۔

### امام احمد رضا اور محاسبہ قادیانیت:

امام احمد رضا کی ہمہ جہت اور عبقری شخصیت محتاج تعارف نہیں! بیگانے بھی ان کی علمی جلالت، جتن کوئی اور عشق رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شیفگی اور وارفتگی کے معترف ہیں۔

امام احمد رضا نے جس طور وہابیہ دیوبندیہ کا رد و تعاقب فرمایا تھا اسی طور اس مرزائے قادیان کا بھی رد و تعاقب فرمایا اور کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ انہوں نے دیوبند کے عناصر اربعہ - تھانوی، گنگوہی، ایچکھوی اور نانوتوی کیساتھ ساتھ حرمین شریفین کے علماء سے مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں شرعی فیصلہ حاصل کیا۔

امام احمد رضا نے ”حسام الحرمین علی منحور الکفر والمین“ ۱۳۲۴ھ میں غلام احمد قادیانی کی عقائد کے کچھ تفصیلات بھی تحریر کی ہیں:

”ان میں سے ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور ہم نے اس کا نام

غلامیہ رکھا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ وہ ایک دجال ہے جو اس زمانے میں پیدا ہوا کہ ابتداً مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اللہ اس نے سچ کہا وہ مسیح دجال کذاب کا مثیل ہے۔ پھر اسے اور اونچی چڑھی اور وحی کا ادعا کیا اور اللہ وہ اس میں بھی سچا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ دربارہ شیاطین فرماتا ہے۔ ایک ان کا دوسرے کو جی کرتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کی۔

رہا اس کا اپنی وحی کو اللہ سبحنہ کی طرف نسبت کرنا اور اپنی کتاب براہین احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بتانا یہ بھی شیطان ہی کی وحی سے ہے کہ لے مجھ سے اور نسبت کر رب العالمین کی طرف۔ پھر دعویٰ نبوت و رسالت کی صاف تصریح کردی اور لکھ دیا کہ:

”اللہ وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان بھیجا اور زعم کیا کہ ایک آیت اس پر یہ اتری ہے کہ ہم نے اُسے قادیان میں اُتارا اور حق کے ساتھ اترنا اور زعم کیا کہ وہی وہ احمد ہے جن کی بشارت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی اور ان کا یہ قول جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ”میں بشارت دیتا آیا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے ہیں جن کا نام پاک احمد ہے۔“

اس سے میں ہی مراد ہوں اور زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا ہے کہ اس آیت کا مصداق تو ہی ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کیساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

پھر اپنے نفس لیم کو بہت سے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل بتانا شروع کیا اور گروہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کلمہ خدا اور رسول خدا عز وجل عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنقیص شان کیلئے خاص کر کے کہا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو  
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور جب کہ اُس نے چاہا کہ مسلمان زبردستی اس کو ابن مریم بنالیں اور مسلمان اس پر راضی نہ ہوئے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں

# ایمان باللہ

مولانا فضل غنی قادری

کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور ان کا اپنا حال یہ تھا کہ لڑکیوں کو خود بھی ناپسند کرتے تھے۔ ”قرآن کریم“ میں اس کفریہ عقیدہ کی بھرپور مذمت کی گئی ہے۔

اللہ رب العزت ”قرآن کریم“ میں ارشاد فرماتا ہے:  
 ”وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ. يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَبِهِ ط أَيْمَسْكُهُ عَلَيْهِ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ط إِلَّا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ.“

(النحل: ۵۸، ۵۹)

”اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو سارا دن اس کا منہ کالا رہتا ہے اور غصہ کھاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب۔ کیا اسے ذلت کیساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا رے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔“  
 تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیز جس کو خود بندہ پسند نہیں کرتا اسکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا کفر ہے۔ جس طرح کفار و مشرکین لڑکیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:  
 ”الْكُفْرُ الَّذِي كُرُو لَهُ الْأُنْثَىٰ. بَلْكَ إِذَا قُسِمَةُ ضِيْرِي.“

(النجم: ۲۲، ۲۱)

”کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی جب تو یہ سخت ظالمانہ تقسیم ہے۔“  
 ”سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عَلَوًا كَبِيرًا.“  
 ”اے (اللہ تعالیٰ) پاکی ہے اور بڑی برتری انکی باتوں

سے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
 ”سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ.“  
 ”پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کی انکی باتوں سے۔“

”اللَّهُ هُوَ الذَّاتُ الْوَاجِبُ الْوُجُودِ الْمُسْتَجِمِع لَجَمِيعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ.“  
 ”وَاجِبُ الْوُجُودِ.“

جس کا وجود ضروری ہو اور عدم ممتنع ہو (یعنی جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے) اور تمام صفات کمالیہ کا مالک ہو۔

صفات کمالیہ سات ہیں:  
 ۱: سمیع: ۲: بصیر: ۳: قی: ۴: ارادہ: ۵: متکلم: ۶: قدرت: ۷: بکونین  
 صفات کمالیہ کا مالک ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کو تمام عیوب و نقائص سے پاک ماننا ایمان ہے۔ جو یہ جانتے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف عیوب و نقائص کی نسبت کرے تو وہ بندہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

”متکلم“ کو کلام کرتے وقت سوچنا چاہئے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کی بے ادبی یا گستاخی پر مشتمل تو نہیں اگر ہے تو چھوڑ دے اور اس میں عار و شرمندگی محسوس نہ کرے۔

کیا فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں؟  
 نہیں بلکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے مقرب اور معزز مخلوق ہیں۔ کفار و مشرکین اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد ثابت کرتے تھے اور وہ بھی مؤنث۔

علم کے دعویدار لوگوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی گستاخیاں کی:

بعض علم کے دعویدار لوگوں سے بھی ”قرآن پاک“ کا ترجمہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی گستاخیاں ہوئیں۔ ایسے ایسے ترجمے کر دیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بے ادبی اور توہین ہے ایسے ترجموں کو اپنے گھروں میں نہ رکھیں کہ یہ ترجمے پڑھ کر آپ یا آپ کے گھر والے گمراہ نہ ہوں۔

میں ان ترجموں کے چند نمونے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:

۱: ”اللَّهُ يَسْتَهْزِءُ بِهِمْ“

ان حضرات نے اس کا ترجمہ کیا:

کوئی کہتا ہے:

۱: اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

۲: اللہ ان سے ہنستی کرتا ہے۔

۳: اللہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔

۴: اللہ ان کی ہنسی اڑاتا ہے۔

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب ایسا لفظ نہیں پایا کہ اس کے ساتھ ترجمہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی توہین بھی نہ ہو تو آپ نے بلفظ ترجمہ فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ ان سے استہزاء فرماتا ہے۔“ (جیسا کہ اُس کی شان کے لائق ہے)

اس لئے کہ ہنسی اڑانا، مذاق اڑانا جاہلوں کا کام ہے۔

جیسا کہ ”قرآن کریم“ میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو:

”قَالُوا اتَّخَذُوا نَاهِزُؤًا“

”انہوں نے کہا کہ تم ہم سے مذاق کرتے ہو۔“

”قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ“

تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں ہو جاؤں۔“

یعنی ہنسی اڑانا تو جاہلوں کا کام ہے اور میں جاہل نہیں۔

۲: ”اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ“

کوئی ترجمہ کرتا ہے:

۱: منافقین دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ

بھی ان کو دغا دیگا۔

۲: اللہ فریب دینے والا ہے ان کو۔

۳: خدا ان ہی کو دھوکا دے رہا ہے۔

۴: اللہ انہی کو دھوکا میں ڈالنے والا۔

۵: وہ (اللہ) ان کو فریب دے رہا ہے۔

دغا بازی، فریب، دھوکہ یہ ساری چیزیں آج اگر کسی شخص کیلئے استعمال کی جائیں اور کہا جائے کہ تو فریبی، دھوکہ باز، دغا باز ہے تو وہ لڑنے پر تل جاتا ہے۔ تو یہ الفاظ اللہ وحدہ لا شریک کیلئے استعمال کرنا کیسے جائز ہوگا؟

اس لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسا ترجمہ کیا کہ اللہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی بھی نہ ہوئی:

”منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔“

۳: ”وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ“

(سورۃ الانفال)

کوئی کہتا ہے:

۱: اور مکر کرتے تھے وہ مکر کرتا تھا اللہ تعالیٰ اور اللہ

تعالیٰ نیک مکر کرنے والوں کا ہے۔

۲: وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور

اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

اگر آج کسی کو مکر دغا باز کہا جائے تو وہ یہ بات اپنے لئے گستاخی سمجھتا ہے تو ایسا لفظ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق کیسے ہوگا؟

اسی لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح ترجمہ فرمایا:

”اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی خفیہ تدبیر

فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔“

لہذا ان تراجم سے بچئے جن میں اللہ تعالیٰ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کا خیال نہ رکھا گیا ہو۔

### نا جائز اور کفریہ کلمات:

آج کل غفلت میں ڈوبے ہوئے عیش و عشرت میں مست (لسٹ) موسیقی اور گانے بجانے میں منہمک دین سے بے خبر مسلمان نوجوان کلمات کفریہ پر مشتمل گانے اور لطائف بولتے اور ہنساتے ہیں اور ذرہ برابر ایمان کا خیال نہیں کرتے کہ آیا یہ کلمات کفریہ ہیں یا نہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ مثلاً

- ۱: رب روٹھتا ہے تو روٹھے میرا محبوب مجھ سے نہ روٹھے۔  
یہ اس طرح کے کلمات اکثر فلمیں بنائیوالے اور فلمیں دیکھنے والے بولتے ہیں جس سے بچنا از حد ضروری ہے۔
- ۲: کسی نے کہا کہ تو خدا کو بھول جا۔
- ۳: ”خدا کا ظلم“ یہ کلمہ اکثر لوگ مصیبت کے وقت بولتے ہیں جو کہ کفریہ ہے:

- ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَيْئًا.“ (القرآن)
- ”اللہ تعالیٰ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔“
- ۴: ایک نے دوسرے سے کہا ایسی عورت پر قابو رکھ، اس نے کہا کہ عورتوں پر خدا کا بونہیں رکھ سکتا تو میں کیسے رکھوں؟
- ۵: یہ تو اتنا فریبی ہے کہ خدا کو بھی دھوکہ دیتا ہے۔
- ۶: اللہ تعالیٰ کیلئے ہماری طرح جسم اور اعضا ماننا۔
- ۷: اللہ تعالیٰ کی طرف عجز اور جہالت یا نقص کی نسبت کرنا۔
- ۸: اگر خدا بھی مجھے اس کام کا حکم دیتا تب بھی میں نہ کرتا۔
- ۹: کسی نے کہا کہ اوپر خدا کا سہارا اور زمین پر تمہارا

- ☆ اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا درست نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کیلئے مکان ثابت کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔ (عالمگیری)
- ۱۰: اللہ تعالیٰ بھی ظالموں کا ساتھ دیتا ہے۔  
اس میں اللہ تعالیٰ کو ظالموں کا مددگار کہا گیا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا تو ان کی مدد کیسے کرے گا (إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ)

- ۱۱: اللہ تعالیٰ کو اللہ صاحب کہنا۔ جیسا کہ بعض تراجم میں موجود ہے۔
- ۱۲: رشوت کو ”هَذَا أَفْضَلُ رَبِّي“ کہنا۔
- ۱۳: اللہ تعالیٰ کو (اللہ میاں) کہنا، میاں بوڑھے آدمی کو کہا جاتا ہے، یا میاں خاوند کو کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پاک ہے۔
- ۱۴: جھوٹ بولا تو کیا برا کیا۔
- ۱۵: کسی کو نماز کا کہا جائے کہ نماز پڑھا کرو جواب دے مجھے نماز معاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

وہ گانے جو کفریہ کلمات پر مشتمل ہوں:

- ۱: حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے  
خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانے۔ (مَعَاذَ اللَّهِ)
- ۲: اے خدا ان حسینوں کی پتلی کمریوں بنائی؟  
تیرے پاس مٹی کم تھی یا تو نے رشوت کھائی (مَعَاذَ اللَّهِ)
- ۳: رب نے مجھ پرستم کیا ہے  
زمانے کا غم مجھے دیا ہے (مَعَاذَ اللَّهِ)
- ۴: او میرے ربار ربار باہ کیا غضب کیا  
جس کو بنانا تھا لڑکی اسے لڑکا بنا دیا۔ (مَعَاذَ اللَّهِ)
- ۵: میں پیار کا پجاری مجھے پیار چاہئے  
رب جیسا سندر یا چاہئے (مَعَاذَ اللَّهِ)
- ۶: حسن خدا حسن نبی حسن ہے ہر گلزار میں  
حسن نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہے اس سارے سنسار میں

نوٹ: بعض حضرات کا نام عبدالغفار، عبدالرحمن ہوتا ہے۔ لوگ اسے غفار بھائی، رحمن بھائی کہتے ہیں جو کہ جائز نہیں۔ بعض اپنی دکانوں کے نام رحمن الیکٹرانکس، رحمن جنرل سنور، رحمن کلیٹک رکھتے ہیں جو کہ جائز نہیں۔ اس لئے کہ رحمن، غفار اللہ کے نام ہیں اسی پر رحمن غفار بولا جائیگا کسی بندے نہیں اگر کسی شخص پر بولنا ہو تو عبدالرحمن، عبدالغفار بولا جائیگا۔

# شاکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ایوب رضوی

”اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.“  
”یا اللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ مجھے جانتے نہیں۔“  
(کہ میں انکا کتنا خیر خواہ ہوں)

ہمارے بیٹے کو ہم سے جسمانی تعلق ہے چوٹ اُسے لگے  
تکلیف ہمیں ہوتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم سے روحانی تعلق  
ہے گناہ ہم کرتے ہیں، عاروں میں جا جا کر آپ روتے ہیں۔  
بتلائے درد کوئی عضو ہو، روتی ہے آنکھ  
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ  
درد عضو کو ہوئی آنکھ نے رونا شروع کر دیا کہ جس جسم کا وہ  
عضو ہے اسی جسم کی یہ آنکھ ہے کیا کم تعلق ہے؟  
یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گناہ ہم کرتے ہیں  
آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا:  
”جس خدا کے تم بندے ہو میں بھی اُس کا نبی ہوں کیا یہ کم  
تعلق ہے؟“

پہلے انبیاء نے کہا:  
”یا اللہ نیک ہمیں دے دے گنہگاروں کیساتھ چوچا ہے کر۔“  
”قَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذِيَارًا“  
(القرآن)

”حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی یا اللہ زمین پر  
کافروں کا ایک گھر بھی نہ رہنے دے۔“  
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:  
”فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
”قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
أَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ.“  
”میں ہی رحمت کا نبی اور توبہ کا نبی ہوں۔“

(شمائل ترمذی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ.“  
عالمین جمع ہے عالم کی اسم آلہ کا صیغہ ہے ”مَا يَعْلَمُ بِهِ“  
جن کے ذریعے کسی شے کی پہچان حاصل ہو۔ ماسوا اللہ کو عالم کہتے ہیں  
کوئی چیز اللہ کی ربوبیت سے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی  
رحمت سے باہر نہیں۔ سوال یہ ہے کہ بے شمار رحمتیں اور بھی ہیں پانی،  
ہوا، اولاد وغیرہ، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت میں  
اور دیگر رحمتوں میں کیا فرق ہے؟

جواب یہ ہے کہ باقی ہر رحمت ایسی کہ جس میں رحمت کا پہلو  
موجود ہے۔ کبھی ایک شے رحمت کبھی وہی شے رحمت، پانی اگر ضرورت  
کے مطابق ہو تو رحمت اگر سیلاب آجائے تو رحمت۔ اولاد فرمانبردار ہو تو  
رحمت اگر نافرمان ہو جائے تو رحمت۔ لیکن وجود مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وَآلِهِ وَسَلَّمَ ایسی رحمت ہے رحمت کا پہلو پایا ہی نہیں جاتا۔  
طائف کے بازاروں میں کافروں نے جو سلوک کیا۔ پہاڑوں  
کا فرشتہ حاضر ہوتا ہے، عرض کیا حکم کریں تو ان پر پہاڑ گرا دوں؟  
فرمایا!  
”مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر بھیجا ہے رحمت بنا کر نہیں۔“



غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔“

(الفرقان)

”جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور جو نافرمان ہے بس بے شک تو غفور رحیم ہے۔“

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

”إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔“

”اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اگر معاف کر دے تو تو غالب حکمت والا ہے۔“

ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باری آئی تو عرض کیا:

”الطَّالِحُونَ لِي وَالصَّالِحُونَ لِلَّهِ۔“

”اے اللہ نیک تیرے (کہ انکو تو ان کی نیکیوں کی وجہ سے بخش ہی دے گا) میرے“

مُرے میری شفاعت کے حوالے کر دے۔

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں

سلام اس پر بدوں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

نکات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نکتہ نمبر ۱: بارش ہوتی ہے گھرے میں پانی کم جمع ہوتا ہے تالاب میں زیادہ، دریا، سمندر میں اور زیادہ اور نیا خالی رہا۔

ارے بادل! منہ دیکھ کے برستا ہے کیا؟ بادل نے کہا میرے دینے کا انداز تو ایک ہے لینے والوں کے انداز مختلف ہیں جس نے جتنا دامن پھیلا اُسے یا اتنا مل گیا۔ نیا راکڑ گیا محروم ہو گیا بلال و سلمان نے دامن پھیلا دیا بھر پور ہو گئے ابو جہل اکڑ گیا محروم ہو گیا۔

دور ہوتے ہوئے بھی اولیس تیرے قریب رہے

پاس رہتے ہوئے بھی کتنے بو جہل رہے بد نصیب رہے

نکتہ نمبر ۲: ہمارے اختیار میں ہو تو دشمن سے موقع پر بدلہ لیتے ہیں لیکن فتح مکہ کے موقع پر اختیار بھی تھا۔ سب کچھ کر سکتے تھے مگر خون کے پیاسوں کو فرمایا:

”إِذْهَبُوا فَاتُّمُّ الطَّلَاقَ۔“

”جاؤ تم سب آزاد ہو۔“

”لَا تَقْرِبْ عَلَيَّكَ الْيَوْمَ۔“

”آج تم سے کوئی مواخذہ نہیں۔“

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھائیوں کو معاف کیا

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنوں کو معاف کر دیا۔

پاس سجدے بھی تھے روزے بھی زکوٰۃ و حج بھی

حشر میں کام نہ آیا کوئی رحمت کے سوا

شامیانہ نہیں خورشید قیامت کیلئے

کالی کملی کے سوا چادرِ عطر کے سوا

نکتہ نمبر ۳: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کافروں کی طرف نکر پھینکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وَمَا رَمَيْتُ إِذْ رَمَيْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى۔“

”تو نے نہیں مارے ہیں، کیوں؟“

تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ دعویٰ رحمت کرتا ہے مارتا پتھر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”میں توبہ کا نبی ہوں۔“

یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی شان ہے کہ آپ کا اُمتی جب بھی توبہ کرے قبول ہے نہ صرف گناہ صاف ہوتے ہیں بلکہ:

”يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ“ (القرآن)

”اللہ تعالیٰ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔“

ایک دن میں ستر بار بھی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھئے ایک مجلس میں ستر سے سو بار تک توبہ استغفار کرتے ہیں اور گناہوں سے معصوم ہیں شاید توبہ امت کے گناہوں کو معاف کرانے کیلئے کی جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

نام کی برکت سے انبیاء کرام پر خصوصی لطف و کرم ہو رہا ہے۔

اگر نام محمد رانیا در دے شفیع آدم

نہ آدم یافتہ توبہ نہ نوح از غرق نچینا

رفیقہ و لے نہ از دل ما

# مہر و رضا

منجھ فکر:  
”والہ کمال محمد مہر و رضا“ (۱۳۳۲ھ)

دونوں واجب الاحترام شخصیات کے یوم وصال  
(۲۵ صفر المظفر) (۲۹ صفر المظفر)

مرشدانِ وقت، مخدومانِ اربابِ صفا  
جاں نثاراں نبی مدحت گراںِ مصطفیٰ  
برسرِ پیکار گستاخانِ احمد سے رہے  
تھا یہی محبوب اُن کی زندگی کا مدعا  
دونوں شمشیر برہنہ، مصلحت نا آشنا  
کچھ نہ تھا اُن کی زباں پر کلمہ حق کے سوا  
اصل دیں ہے، مصطفیٰ محبوب حق کا احترام  
وہ مؤحد کیا، نہیں ہے جو محبت مصطفیٰ  
برقی خرمن سوزِ باطل تھے یہ دونوں حق نوا  
حفظِ ناموسِ محمد اُن کا نصب العین تھا  
ہند میں اسلام پر فتنوں نے جب یلغار کی  
ان بزرگوں سے خصوصی کام قدرت نے لیا  
مُندئی بادِ مخالف سے نہ گھبرائے ذرا  
مصطفیٰ کا پرچم عظمت سدا اُونچا رکھا  
دونوں علم و معرفت کے آفتاب و ماہتاب  
دونوں عالمگیر مداحانِ محبوبِ خدا  
اُن کے علم و فقر کی سطوت سے بے بس ہر حریف  
ہر مقابل اُن کے آگے عاجز و خاسر رہا

جلوہ گر ہوتا ہے صدیوں میں کوئی مردِ خدا  
گولڑہ میں مہرِ انور یا بریلی رضا

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

Monthly

Gujrat-Paksitan Regd. No. CPL 73  
**Ahl-e-Sunnat International**

www.qadriaashrafia.com

Mob:0333.843147/0313.9292373

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰیكَ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

# علی عبداللہ جیولرز

سرپرست اعلیٰ

حاجی محمد ایوب منگا



علی رضامنگا

0333.8499084



امپورٹڈ ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

اورنگزیب منگا

0333.8496721



ڈائمنڈ کی ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

حیدر گولڈ پلازہ، صرافہ بازار، گجرات Ph:053.3511327